آئینہ انجمن

جمادی الثانی، 1446ھ، دسمبر 2024ء

شمارہ نمبر: 70

021 - 34993436 - 7

www.quranacademy.edu.pk

مرکزی دفتر انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ B - 375 علامہ شبیر احمد عثمانی روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی

آئینۂ انجمن

اس شمارے میں

نمبرشمار	عنوان	صاحب تحریر	صفحہ نمبر
01	فرمان باری تعالی و فرمان نبوی ﷺ	----	02
02	اور جسے اس کی برائی گھیر لے	ڈاکٹر انوار علی ابرار	03
03	حمد باری تعالی و نعت رسول پاک ﷺ	قمرالدین راز/اختر شیرانی	05
04	ملفوظات صدر مؤسس انجمن خدّام القرآن	ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ	06
05	اقتباس نگران انجمن خدّام القرآن	شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ	07
06	قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل	عاطف محمود	08
07	خلافت ۔۔۔ اسلام کا نظام (آخری قسط)	مفتی امان اللہ	10
08	مہمان نوازی اور کھانا کھلانا	حافظ اسد	12
09	قرآن مجید وحی الٰہی سے کتابی صورت تک (آخری قسط)	حافظ حذیفہ محمود	16
10	حیا بمقابلہ بے حیائی (پہلی قسط)	حافظ ریان بن نعمان	20
11	شان مراد رسول ﷺ	حافظ عبد الرافع	23
12	حیدر آباد میں ایک یادگار مجلس	طارق غوری	26
13	قبر اقبال سے آرہی تھی صدا	مشیر کاظمی	27
14	انجمن خدّام القرآن کے تحت جاری سرگرمیاں	ماہانہ رپورٹ	28

فرمان الٰہی جلّ جلالہٗ
و
فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ﴿۵۳﴾ (الانفال: 53)

ترجمہ: "یہ اللہ کی اس سنت کے مطابق ہوا کہ وہ کسی نعمت کو جو اس نے کسی قوم کو عطا کی اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم خود اپنے طرز عمل کو نہیں بدل دیتی۔ اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

تشریح: اللہ کی جانب سے بندوں کے ساتھ عدل وانصاف کا یہ ایک اہم پہلو ہے۔ اللہ نے جس بندے کو بھی کوئی نعمت دی ہے، وہ اس سے اللہ اس وقت تک نہیں چھینتا جب خود بندہ اپنی نیت نہیں بدل دیتا۔ اپنے طرز عمل کو نہیں بدل دیتا، اور اپنے طور طریقوں کو نہیں بدل دیتا۔ اور اپنے آپ کو اس بات کا مستحق نہیں بنا لیتا کہ اللہ ان سے وہ نعمت چھین لے جو ان کو دی گئی۔ کیونکہ یہاں جسے بھی جو کچھ دیا جاتا ہے، وہ آزمائش اور ابتلا کے لیے دیا جاتا ہے اور جب بندے اس عطا کی قدر نہیں کرتے اور اس کا شکر نہیں بجالاتے تو وہ ان سے یہ عطا واپس لے لیتا ہے۔ اور اس میں ایک پہلو انسان کی عظمت اور تکریم کا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نظام قضا وقدر اور اخذ و عطا کو خود انسان کے طرز عمل کے ساتھ منسلک کر دیا ہے اور اپنے نظام قضا وقدر کو یوں چلاتا ہے کہ جس طرح انسان چلے اور کرے ویسا بھرے۔ انسان جو عمل اختیار کرے، اس کی نیت جس طرح کام کرتی ہے اور وہ اپنے لیے جو راہ، جو طرز عمل اور جو رویہ اختیار کرتے ہیں اس کے مطابق نظام قضا وقدر ان کے ساتھ چلتا رہتا ہے۔ (تفسیر فی ظلال القرآن۔۔۔ سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ)

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَاتِ قَائِمِ اللَّيْلِ، صَائِمِ النَّهَارِ. (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا، آپ ارشاد فرماتے تھے کہ صاحب ایمان بندہ اچھے اخلاق سے اُن لوگوں کا درجہ حاصل کر لیتا ہے جو رات بھر نفلی نمازیں پڑھتے ہوں، اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہوں۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ اللہ کے جس بندہ کا حال یہ ہو کہ وہ عقیدہ اور عمل کے لحاظ سے سچا مومن ہو، اور ساتھ ہی اس کو حسن اخلاق کی دولت بھی نصیب ہو، تو اگرچہ وہ رات کو زیادہ نفلیں نہ پڑھتا ہو، اور کثرت سے نفلی روزے نہ رکھتا ہو، لیکن پھر بھی وہ اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے ان شب بیداروں، عبادت گذاروں کا درجہ پالے گا جو قائم اللیل اور صائم النہار ہوں یعنی جو راتیں نفلوں میں کاٹتے ہوں اور دن کو عموماً روزہ رکھتے ہوں۔ (معارف الحدیث۔۔۔ مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ)

اور جسے اس کی برائی نے گھیر لیا

ڈاکٹر انوار علی ابرار

مدیر تعلیم انجمن خدام القرآن، سندھ کراچی

قیامت قریب ہے اور ایک ایک کر کے رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی نشانیاں سامنے آرہی ہیں۔ فتنوں کا عام ہوجانا، قرآن کے محض رسم الخط ہی کو ساری توجہ دینا اور اس کی تعلیمات کو یکسر نظرانداز کردینا، گانے باجوں کا عام ہوجانا بلکہ اس کو گناہ سمجھنا ہی چھوڑ دینا، بے حیائی اور زنا کا عام ہوجانا، مال دولت اور عہدہ کو عزت کا معیار بنا دینا وغیرہ۔ اب ان ساری باتوں کو پڑھتے وقت بالکل بھی احساس اجنبیت نہیں ہوتا بلکہ یہ تو اب زندگی کی علامتیں ہیں۔ کسی برے کام کی سب سے خطرناک ترین کیفیت یہ ہوسکتی ہے کہ اسے برا کام ہی سمجھنا چھوڑ دیا جائے۔ آج ہم ایسے ہی حالات سے دوچار ہیں جب صحیح اور غلط کا معیار بدل چکا۔ قرآن و حدیث کی صریح خلاف ورزی کرنے والے اپنے آپ کو سچا پکا مسلمان گردانتے ہیں۔ آہ! گناہ کو گناہ سمجھنا ہی چھوڑ دینا وہ بدترین تباہی کا پیش خیمہ ہے جو امتوں اور قوموں کو مستحق عذاب بنا دیتی ہے۔

اس حقیقت کو سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 81 میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا: "ہاں کیوں نہیں جس نے برائی کمائی اور اسے اس کی برائی نے گھیر لیا، تو وہ لوگ دوزخ والے ہیں۔ وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔"

اس سارے عمل میں نظام باطل کی محنتیں عیاں ہیں جس نے ذہن سازی کے لیے مذہب بیزار دانشوروں کو خوب چڑھاوا دیا اور ان کو دنیا کے عقلمند ترین لوگوں کے طور پر پیش کیا۔ مساجد اور علماء کے خلاف خوب پروپیگنڈا کیا گیا۔ مغرب کی چکاچوند اور مشینوں کی ترقی کو ہی انسان کی کامیابی کا اصل معیار گردانتے ہوئے اپنی تہذیب، زبان اور معاشرتی اقدار کو بدنام کیا گیا۔ نیک انسان اور نیکی کی مخصوص تعریف بنائی گئی جس میں اسلام کی جامعیت کو ختم کر کے جزئیات کو فروغ دیا گیا۔ اس مقصد کے لیے علماء سوء بھی میدان میں آئے اور میڈیا پر تماشے دکھانے والوں نے خوب تماشے دکھائے۔

دسمبر کا مہینہ مملکت خداداد کی تاریخ میں ایک سیاہ باب کی یاد دلاتا ہے جب لاکھوں جانوں کی قربانیوں کا ثمر ملک پاکستان دولخت ہوا اور دشمنانِ ملک و ملت و دین اپنی سازشوں میں کامیاب ہوئے۔ یہاں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ یہ رب کائنات کی سنت ہے کہ جب کوئی قوم اس سے بغاوت کرتی ہے تو آخرت کی بربادی کے ساتھ دنیا میں بھی عذاب کی مستحق ٹھہرتی ہے۔ ملک پاکستان کو بنانے والوں نے بھی اللہ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ایک ایسی ریاست کا قیام عمل میں لایا جائے گا جس میں قرآن و سنت کی بالادستی ہو مگر شومئ قسمت کہ روز اول سے ہی یہ ملک سازشوں کے دامن میں رہا اور یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا۔ آج بھی حالات بھی نوشتہ دیوار ہیں کہ اب گویا یہ آخری موقع ہے کہ اللہ سے کیے گئے وعدے کو نبھایا جائے اور اس ملک پر شریعت محمدی ﷺ کا نفاذ عمل میں لایا جائے ورنہ خدانخواستہ اللہ کا آنے والا

عذاب حتمی اور فیصلہ کن ہوگا۔

غرض یہ کہ آج اس امر کی شدت سے ضرورت ہے کہ قرآن و حدیث کی جامع تعلیمات کو عام کیا جائے اور علماء و مدرسین اس حوالے سے نہ صرف عوام الناس کو آگاہی فراہم کریں بلکہ ساتھ ہی ساتھ اسوہ رسول ﷺ کو اپناتے ہوئے بہترین کردار کا عملی نمونہ پیش کریں تاکہ لوگ دین کی تعلیمات سے دوبارہ جڑیں اور اسلام کی جامع تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اپنے معاشرے کو عدل و انصاف اور امن و سکون کا گہوارا بنا سکیں۔

حفظ کے بعد گردان کی اہمیت و ضرورت اور والدین کی عدم دلچسپی

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ: یہ بات واضح ہے کہ قرآن مجید یاد رکھنے کے لیے بہت آسان ہے ایک متوسط بلکہ ادنی ذہانت کا بچہ بھی چند سالوں میں مکمل قرآن حفظ کر لیتا ہے۔ قرآن حکیم کو یاد رکھنے اور منزل کی پختگی کے لیے گردان کرائی جاتی ہے یہ سلسلہ تسلسل کے ساتھ صدیوں سے جاری ہے۔

حفظ کے بعد گردان ایک لازمی عمل ہے اور اس میں والدین کا تعاون انتہائی ضروری ہے بصورت دیگر ساری محنت ضائع ہونے کا خدشہ ہے، ایک طالب علم اپنے کئی قیمتی سال لگا کر قرآن حفظ کرتا ہے بعد از تکمیل حفظ طلبہ کو چاہیے کہ کم از کم ایک پاؤ گردان سبق یاد کر کے ایک مرتبہ قرآن حکیم کی گردان ضرور مکمل کریں تاکہ قرآن حکیم یاد رکھنے کے لیے آسانی ہو اور وعیدوں سے بھی بچا جا سکے۔

مگر آج کا المیہ ہے کہ والدین کی مرضی پر طلبہ حفظ مکمل کرنے کے بعد گردان کیے بغیر عصری تعلیم شروع کر لیتے ہیں، یہ ان کے لیے نہ صرف نقصان کا باعث ہے بلکہ ان والدین کے لیے بھی قابل توجہ ہے جن کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ ان کا بیٹا ایک کامل الحفظ پختہ حافظ قرآن بنے اور نماز تراویح میں قرآن حکیم سنائے۔

عزیز طلبہ کے والدین سے درخواست ہے کہ بچوں کے روشن مستقبل کی خاطر جلدی نہ کریں طلبہ کو یکسوئی کے ساتھ مکمل گردان کرائی جائے۔ تاکہ ماہ رمضان المبارک کی ساعتوں میں قرآن حکیم سنا سکے۔ ہم امید کرتے ہیں اس موضوع پر والدین سنجیدگی سے اساتذہ کرام و منتظمین کا ساتھ دینگے۔

جزاکم اللہ خیرا فی الدارین

حمدِ باری تعالیٰ جل جلالہ
و
نعتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سارے جہاں کا مالک پروردگار تو ہے
خالق رحیم و رحماں اے کردگار تو ہے

اس کائنات کل کا تخلیق کار تو ہے
سارے جہاں کا مالک پروردگار تو ہے

قدرت تیری عجب ہے اے دو جہان والے
ثانی نہیں تیرا اے آسمان والے

ہر شے پہ تو ہے قابض باختیار تو ہے
سارے جہاں کا مالک پروردگار تو ہے

فضل و کرم ہے تیرا احسان ہزار تیرے
بے شک ہیں سب ثنا خواں پروردگار تیرے

اس رازؔ کا بھی بے شک پروردگار تو ہے
سارے جہاں کا مالک پروردگار تو ہے

قمرالدین انصاری رازؔ

نعتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مسند نشین عالم امکاں تم ہی تو ہو
اس انجمن کی شمع فروزاں تم ہی تو ہو

دنیائے ہست و بود کی زینت تم ہی سے ہے
اس باغ کی بہار کے ساماں تم ہی تو ہو

دنیا کی آرزوئیں فنا آشنا ہیں سب
جو روح زندگی ہے، وہ ارماں تم ہی تو ہو

صبح ازل سے شام ابد تک ہے جس کا نور
وہ جلوہ حسن درخشاں تم ہی تو ہو

دنیا و آخرت کا سہارا تمہاری ذات
دونوں جہاں کے والی و سلطاں تم ہی تو ہو

اخترؔ کو بے نوائی، دنیا کی فکر کیا
ساماں طراز بے سرو ساماں تم ہی تو ہو

اخترؔ شیرانی

ملفوظاتِ صدرِ مؤسّس انجمن خُدّام القرآن، کراچی

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

قرآن مجید سے بے اعتنائی کا اصل سبب

قرآن کے منزل من اللہ ہونے کا اقرار تو ہم کرتے ہیں، اور اس پر بھی خدا کا جتنا شکر کیا جائے کم ہے کہ اس نے ہمیں ان لوگوں میں پیدا فرما دیا جو قرآن کو خدا کا کلام مانتے ہیں، لیکن، اِلا ماشاء اللہ، اس کے کلامِ الٰہی ہونے کا یقین ہمیں حاصل نہیں اور درحقیقت یہی ہمارے قرآن سے بُعد اور اس کی جانب عدمِ التفات و توجہ کا اصل سبب ہے۔ آپ شاید میری اس بات سے ناراض ہوں، لیکن اگر ہم اپنے دلوں کو ٹٹولیں اور ان کی گہرائیوں میں جھانک کر دیکھیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ واقعی ہمارے قلوب قرآن پر یقین سے خالی ہیں اور ریب اور شک نے ہمارے دلوں میں ڈیرا ڈالا ہوا ہے۔ ہماری اس کیفیت کا نقشہ قرآن مجید نے ان الفاظ میں کھینچا ہے:

وَ اِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡرِثُوا الۡکِتٰبَ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ لَفِیۡ شَکٍّ مِّنۡہُ مُرِیۡبٍ ﴿۱۴﴾ (الشوریٰ:14)

"اور جو لوگ وارث ہوئے کتابِ الٰہی کے ان کے بعد وہ اس کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا ہیں۔"

یہی وجہ ہے کہ نہ ہمارے دلوں میں اس کی کوئی عظمت ہے، نہ اس کو پڑھنے پر ہماری طبیعت آمادہ ہوتی ہے، نہ اس پر غور و فکر کی کوئی رغبت ہم اپنے اندر پاتے ہیں اور نہ ہی اسے زندگی کا واقعی لائحۂ عمل بنانے کا خیال کبھی ہمیں آتا ہے۔ اس پوری صورتِ حال کا اصل سبب ایمان اور یقین کی کمی ہے اور جب تک اسے دُور نہ کیا جائے کسی وعظ و نصیحت سے کوئی پائیدار نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا۔

(مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق)

اقتباس نگرانِ انجمن خدّام القرآن، کراچی

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

گھریلو اسرے کی ضرورت و اہمیت

ہم بھی تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے اپنے ساتھیوں کوتوجہ دلاتے ہیں کہ دین کے تقاضوں میں خود اللہ کے دین کو سیکھنے کی کوشش کرنا، اللہ کی بندگی کرنا، قرآن حکیم سے تعلق کی مضبوطی، اجتماعیت میں شامل ہونا، اجتماعیت سے جڑکر اللہ کے دین کے تقاضوں پر عمل کرنا، اللہ کی بندگی کی دعوت دوسروں کو دینا، اللہ کی بندگی پر مبنی نظام کوقائم کرنے کی جدوجہد کرنا بھی شامل ہے وہیں ہم اپنے رفقائے تنظیم کو یہ بھی توجہ دلاتے ہیں کہ اپنے گھروں میں دین کو قائم کریں۔ اس کے لیے ہمارے ہاں "گھریلو اُسرہ" کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ اُسرہ عربی میں خاندان کو کہتے ہیں۔ یعنی باقاعدہ گھروالوں کے لیے دینی نشستوں کا اہتمام ہو جہاں گھروالوں کو بٹھا کر قرآن حکیم، سیرت النبی ﷺ، حدیث مبارکہ کا ذکر ہو، مسنون آداب کا ذکرآئے، کچھ لٹریچر کا مطالعہ ہو، کچھ فہم دین کا اہتمام ہو۔ اگر آج ہمارے گھروں میں اس پر محنت ہورہی ہے تو پھر یہی نقشہ کل ہوگا کہ جوایمان پر تھے اوران کی اولاد بھی ایمان پر رہی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ آخرت میں بھی اللہ کے فضل سے اکٹھے ہوں گے۔ لیکن ذہن میں یہ رکھ لیں کہ آج ہمارے عقیدے اور ایمان بھی ہاتھ سے جارہے ہیں۔ کبھی وہ دور تھا کہ کالجز، یونیورسٹیز اور میڈیا پر انکارِ سنت کے فتنے کے حوالے سے باتیں ہوتی تھیں، آج تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں بحثیں شروع ہوگئی ہیں۔ اگر اللہ ہی کا انکار ہوگیا تو پھر آخرت کی کیسی فکر اور اس کا آخرت میں انجام کیا ہوگا؟ اس حوالے سے فکرمند ہونے کی ضرورت ہے۔

(خطابِ جمعہ، مسجد جامع القرآن ڈیفنس، کراچی، دسمبر 2022ء)

قرآن حکیم کی منتخب سورتوں کی صرفی و نحوی تحلیل

سورۃ الملک

عاطف محمود

ناظم تعلیم واستاذ، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

سورۃ الملک (آیت 11 تا 13)

فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۱۱

ترجمہ : پس وہ اپنے اصل گناہ کا اعتراف کرلیں گے ۔ پس پھٹکار ہے جہنمی لوگوں کے لیے ۔

لغوی وصرفی تحقیق :

اِعْتَرَفُوْا	ع ر ف (افتعال)	فعل ماضی معروف	صیغہ جمع مذکر غائب	انہوں نے اعتراف کر لیا
سُحْقًا	س ح ق (س)	مصدر	-	دور کر دینا
اَصْحٰبِ	ص ح ب (س)	اسم الفاعل	صیغہ جمع مذکر	ساتھی
السَّعِيْرِ	س ع ر (س)	اسم	صیغہ واحد مذکر	بھڑکتی ہوئی آگ

نحوی ترکیب :

فَ	اعْتَرَفُوْا	بِ	ذَنْۢبِهِمْ	فَ	سُحْقًا	لِّ	اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ
			مضاف + مضاف الیہ				مضاف + مضاف الیہ
		جار	مجرور			جار	مجرور
حرف عطف	فعل ماضی + فاعل (ھم)	متعلق		حرف عطف	مفعول مطلق	متعلق سحقا	
	جملہ فعلیہ				جملہ فعلیہ (فعل محذوف ہے سحق)		

آیت نمبر 12 :

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۱۲

ترجمہ : بیشک وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں غیب میں رہتے ہوئے ان کے لیے مغفرت بھی ہے اور بہت بڑا اجر بھی ۔

لغوی وصرفی تحقیق :

يَخْشَوْنَ	خ ش ی (س)	فعل مضارع معروف	صیغہ جمع غائب	وہ ڈرتے ہیں
الْغَيْبِ	غ ی ب (ض)	مصدر	-	پوشیدہ ہونا، غائب ہونا
مَّغْفِرَةٌ	غ ف ر (ض)	مصدر	-	معافی، بخشش
اَجْرٌ	ا ج ر (ن)	مصدر	-	بدلہ دینا

كَبِيْرٌ	ک ب ر (ک)	اسم المبالغہ	صیغہ واحد مذکر	عظیم، بڑا

نحوی ترکیب :

اِنَّ	الَّذِيْنَ	يَخْشَوْنَ	رَبَّهُمْ	بِالْغَيْبِ
حرف تاکید			مضاف + مضاف الیہ	جار+مجرور
		فعل مضارع+فاعل (ھم)	مفعول	متعلق
	اسم موصول	جملہ فعلیہ (صلۃ)		
	اسم اِنّ			

لَهُمْ	مَغْفِرَةٌ	وَّ	اَجْرٌ	كَبِيْرٌ
جار+مجرور		حرف عطف	موصوف	صفت
	معطوف علیہ		معطوف	
خبر مقدم	مبتداء موخر			
جملہ اسمیہ خبریہ (خبر انّ)				

آیت نمبر 13 :

وَ اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۳﴾

ترجمہ : اور تم اپنی بات چھپا کر کرو، یا زور سے کرو (سب اس کے علم میں ہے، کیونکہ) وہ دلوں تک کی باتوں کا پورا علم رکھنے والا ہے۔

لغوی وصرفی تحقیق :

اَسِرُّوْا	س ر ر (افعال)	فعل امر	صیغہ جمع مذکر حاضر	تم چھپاؤ
اجْهَرُوْا	ج ھ ر (ف)	فعل امر	صیغہ جمع مذکر حاضر	تم علی الاعلان کہو
عَلِيْمٌ	ع ل م (س)	اسم المبالغہ	صیغہ واحد مذکر	خوب جاننے والا
الصُّدُوْرِ	ص د ر (ن)	اسم	صیغہ جمع مذکر	سینہ، ہر چیز کا اگلا حصہ

نحوی ترکیب :

وَ	اَسِرُّوْا	قَوْلَكُمْ	اَوِ	اجْهَرُوْا	بِهٖ
استیناف		مضاف+مضاف الیہ	حرف عطف		جار+مجرور
	فعل امر+فاعل (أنتم)	مفعول		فعل امر+فاعل (أنتم)	متعلق
	جملہ فعلیہ انشائیہ (معطوف علیہ)			جملہ فعلیہ انشائیہ (معطوف)	

اِنَّ	ہٗ	عَلِيْمٌ	بِ	ذَاتِ الصُّدُوْرِ
حرف توکید				مضاف+مضاف الیہ
			جار	مجرور
	اسم ان	خبر ان	متعلق	
جملہ اسمیہ خبریہ				

(جاری ہے۔۔۔)

خلافت۔۔۔اسلام کا نظام (آخری قسط)

مفتی امان اللہ قائم خانی

استاذ و مسؤل شعبہ تصنیف و تالیف، قرآن اکیڈمی، یاسین آباد

قرآن، سنت اور اجماع صحابہ کے ذریعے ہم نے جو دلائل ذکر کیے ان سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی ریاست یا خلافت کا تصور بھی فراہم کرتا ہے۔ تاہم اس سلسلے میں بہت سے ذہنوں میں کئی شکوک و وساوس بھی لاحق ہیں، جنہیں ایک طرف تو دورِ جدید کے لبرلز اور سوشلسٹ لوگ مغالطے پھیلانے کے لیے بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اور دوسری طرف جدید اسلامی جمہوری فلسفے کے حامی افراد بھی کچھ ایسا ہی کہتے نظر آتے ہیں۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قدرے وضاحت کے ساتھ ان اشکالات اور ان کے جوابات کو صفحۂ قرطاس پر لایا جائے۔ وباللہ أسأل التوفیق

کیا فریضۂ خلافت کسی جمہوری یا اشتراکی حکومت کے قیام سے پورا ہو جاتا ہے؟

لبرل لوگوں کی اکثریت تو اسلام کو محض چند عقائد و عبادات کا مجموعہ ہی مانتے ہیں، اول تو وہ اسلام کو مکمل دین اور ضابطۂ حیات ہی ماننے سے انکار کر دیتے ہیں، ثانیاً جو اسلام کو ایک مکمل نظام کی حیثیت سے تسلیم بھی کر لیں تو عموماً یہ کہتے ہیں کہ دور جدید میں ایک جمہوری یا اشتراکی نظام سے بھی حکومت کے قیام کا فریضہ ادا ہو جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ کسی بھی جمہوری یا اشتراکی نظام میں سے اگر چند بنیادی اصول یا قواعد بدل کر اسلامی مناسبت سے طے کر دیے جائیں تو وہ مکمل نظام اسلامی بن جاتا ہے، اور مسلمانوں پر قیام خلافت کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں رہتی۔ اس طرح نظام کی ایک نئی صورت وجود میں آتی ہے جسے اسلامی جمہوری یا اسلامی اشتراکی نظام کہنا درست ہوگا۔

لیکن یہ خیال اسی وقت درست ہو سکتا ہے جب یہ بات یقینی طور پر ثابت ہو جائے کہ اسلام نے اپنے متبعین کو ریاست و حکومت بنانے یا چلانے سے متعلق احکام دیے ہی نہیں۔ اگر یہ بات حقیقت مان لی جائے تب تو یہ بات بھی بالکل درست ہوگی کہ اسلام کسی نظام حیات کا نام نہیں بلکہ چند مذہبی عبادات و عقائد کا نام ہے۔ جب کہ گذشتہ قسط میں ہم تفصیل کے ساتھ اس کے برعکس ثابت کر چکے ہیں۔ لیکن اگر درست بات کو معیار بنایا جائے کہ اسلام مکمل نظام حیات کا نام ہے جس میں عقائد و عبادات سے لے کر معاشرتی و اقتصادی اور حکومتی ذمہ داریوں کی بابت بھی تفصیلی ہدایات موجود ہیں تب اس خیال کا قائل ہونا ممکن نہ ہوگا۔ بہر حال ہم اس نکتے پر توجہ مرکوز کرتے ہیں کہ کیا جمہوری یا اشتراکی نظام میں چند ایک بنیادی تبدیلی کر لی جائے مثلاً یہ کہ اس نظام میں اللہ کے احکام کو سب سے بلند رکھا جائے گا تو کیا یہ نظام اسلامی بن سکتا ہے؟

اس بات کو ہم دو طریقوں سے پرکھ سکتے ہیں۔ پہلا طریقہ دلیل ہے اور دوسرا طریقہ تجربہ ہے۔

اگر از روئے شرع یعنی دلیل کی جہت سے دیکھا جائے تو یہ بات تبھی درست ہو سکتی ہے جب اسلام نے مکمل ضابطۂ حیات پر باقاعدہ کوئی گفتگو کی ہی نہ ہو، حالانکہ ایسا نہیں، کیونکہ اسلام تو خلیفہ کا نصب و عزل، ریاست کا قیام، قضا، معاشیات یعنی ریاستی آمدنی و اخراجات، اموال عشر و خراج اور زکوۃ

اور بغاوت سے نمٹنے اور قتال کرنے تک کے احکامات صادر کرتا ہے۔ جن کی تفصیلات ہمیں سیرت رسول اللہ ﷺ وسیرت خلفائے راشدین سے باآسانی میسر ہیں، ایسی کوئی وجہ نہیں کہ نماز وقتال جیسے فرائض کی بابت ہم سیرت خلفائے راشدین سے راہنمائی لیں مگر ریاستی معاملات کے لیے خلفائے راشدین کی سنت کو یکسر پس پشت ڈال بیٹھیں؟ یہ بات بداہتاً ثابت ہے کہ غیروں کے بنائے اور بتائے ہوئے نظام اور اس کے اصول اسلامی نظام واصول سے علیحدہ اور غیر ہوں گے۔ تب ان دونوں کا ملاپ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے اجنبی نظام اسلامی نظام کی جگہ لے لے، اور سر چڑھ کر اسے بھی اسلامی کہا جائے؟ بعض لوگ امرہم شوریٰ بینھم کی رو سے اسلام میں جمہوریت کی گنجائش نکالتے ہیں، مگر اس آیت کا مطلب بھی اگر مفسرین سے ہی سیکھ لیا جائے کہ وہاں نہ تو امارت کی نفی ہے، اور نہ اللہ کے فرائض وواجبات، اوامر ونواہی اور حدود وغیرہ میں شوریٰ کی کوئی گنجائش نکلتی ہے، بلکہ ایسے معاملات میں تو مشاورت بسا اوقات حرام بھی ہوتی ہے۔ وہاں تو مشاورت کا دائرہ کار محض امور مباحہ ہیں۔ اس کے برعکس اسلامی نصوص میں اکثریتی رائے وغیرہ کی نفی اور گمراہی میں دلائل زیادہ موجود ہیں۔ علاوہ ازیں مشاورت میں امیر مشورہ لینے کے بعد اپنے فیصلے میں آزاد ہوتا ہے، مشاورت میں اکثریت کا تبع نہیں ہوتا، جب کہ نظامِ غیر میں تو حاکم اکثریت کا پابند ہوتا ہے۔

اب اس معاملے کو تجربے کی رو سے جانچا جائے تب بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک غیر اسلامی نظام چند ردوبدل کے نتیجے میں اسلامی نہیں بن سکتا۔ وطن عزیز پاکستان کی مثال سب کے سامنے ہے جسے اسلامی جمہوریہ پاکستان کا نام دیا گیا۔ یہاں قرارداد مقاصد میں یہ شق بھی سب سے بالا رکھی گئی کہ وطن عزیز میں کوئی قانون شریعت کے حکم کے خلاف نہیں بنے گا، اور اس شق کو مستحکم کرنے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل کا بھی قیام عمل میں لایا گیا۔ جو شریعت کے مطابق اپنی سفارشات مقننہ کے روبرو پیش کرے گی، اور مقننہ یعنی قومی اسمبلی ان سفارشات کی روشنی میں قانون سازی کرے گی۔ جو بظاہر بہت احسن اقدام تھا۔ اور اہل مذہب افراد آج بھی آئین میں موجود اس شق کو پڑھ کر اپنے مذہبی جذبات اور اچھی امنگوں کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ لیکن ستتر سال سے اس عملی تجربہ سے گزرنے والا یہ ملک ہمارے سامنے ہے جہاں ایک ریاست کے طور پر دعوت دین کا کام لے کر آگے بڑھنا تو دور کی بات ہے، اسلامی حدود کا نفاذ آج تک نہیں ہوسکا۔ حتیٰ کہ سود جیسی لعنت جسے اللہ ورسول سے کھلی جنگ قرار دیا گیا اس سے ملکی اداروں کو پاک کرنے کے لیے محب وطن خدا پرست لوگ آئینی وقانونی جدوجہد کرتے چلے آرہے ہیں، اور ہم اگر اس ملک میں تیسری نسل ہیں تو ہماری اولین نسل بھی اسلامی قوانین کی بابت پیش رفت پر ایک دوسرے کو مبارک باد دیتی چلی آرہی ہے، کہ ہم نے اسلامی نظام وقوانین کی بابت ایک اہم ترین مرحلہ پار کرلیا، اب ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب وطن عزیز میں اسلامی نظام نافذ ہو کر رہے گا۔ خوب سوچ لیجیے کہ ہماری چھٹی نسل بھی خدائی قوانین کے نفاذ سے قریب تر ہونے کے لیے مبارکبادوں پر ہی اکتفا کر رہی ہوگی، کیونکہ اس نظام کی پیچیدگیاں اور آپس میں ایک دوسرے سے ٹکراتی ہوئی آئینی شقیں ان مراحل کو بڑھاتی اور وسیع سے وسیع تر کرتی چلی جائیں گی جنہیں پار کرنے پر ہم خوشی کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں، لیکن اس طریقے سے اسلامی نظام شاید اس ملک کا مقدر نہ بن پائے، کیونکہ جب بنیاد ٹیڑھی رکھ دی جائے تو عمارت خواہ ثریا تک پہنچا دی جائے وہ ٹیڑھی ہی تعمیر ہوتی رہے گی۔ جب عقلی وعملی دونوں طریقوں سے یہ بات خوب عیاں ہے کہ اسلامی نظام حیات کسی باطل نظام کے ساتھ گھل مل کر نہیں چل سکتا تو یہ بات متعین ہوجاتی ہے کہ نفاذ اسلام کے لیے اغیار کے نظام کو معدوم کر کے ہی کامیابی ممکن ہے، ورنہ ناکامی ہی ناکامی ہمارا مقدر ہوگی۔

اس لیے آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ پاک ہمیں صحیح اور سیدھی راہ دکھائے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اسی راہ کا داعی بنائے۔

مہمان نوازی اور کھانا کھلانا

حافظ محمد اسد

استاذ قرآن اکیڈمی، یاسین آباد

موجودہ نظامِ تمدن میں گو مہمان نوازی کی ذمہ داری ہوٹلوں اور ریستورانوں نے اپنے سر لے لی ہے، مگر گذشتہ نظامِ تمدن میں اس کی اہمیت مسلّم تھی اور اب بھی مہمان نوازی مشرقی تمدن کے خمیر میں داخل ہے۔ ہر انسان کسی نہ کسی وقت کسی کا مہمان ہوتا ہے، اس لیے ہماری سوسائٹی میں اس کی حیثیت مبادلۂ اخلاق کی صورت اختیار کر گئی ہے اور مہمان نوازی صرف کاروباری مراسم، رشتے داری نبھانا، شادی بیاہ میں رسماً دعوت پر بلانا وغیرہ کی حد تک محدود ہو گئی ہے۔ اگرچہ گذشتہ مذاہب کی اخلاقی تعلیمات میں مہمان نوازی کا ذکر موجود ہے، لیکن اہل عرب میں مہمان کا بہت بڑا حق سمجھا جاتا تھا اور مہمان کی خدمت اور حفاظت میزبان اپنا فرض سمجھتا تھا، اسلام آنے کے بعد اس کی اہمیت اور بڑھ گئی۔ قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے:

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿٢٤﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿٢٥﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿٢٦﴾ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿٢٨﴾ (الذاریات: 28 – 24)

(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) کیا ابراہیم کے معزز مہمانوں کا واقعہ آپ تک پہنچا ہے؟ جب وہ ابراہیم کے پاس آئے تو انہوں نے سلام کہا۔ ابراہیم نے بھی سلام کہا۔ (اور دل میں سوچا کہ) یہ کچھ انجان لوگ ہیں۔ پھر چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور ایک موٹا سا بچھڑا لے آئے۔ تو اسے ان مہمانوں کے سامنے رکھا (اور) کہنے لگے: کیا آپ لوگ کھاتے نہیں۔ اس سے ابراہیم نے ان کی طرف سے اپنے دل میں ڈر محسوس کیا۔ انہوں نے کہا: ڈریے نہیں، اور انہیں ایک لڑکے کی خوشخبری دی جو بڑا عالم ہوگا۔

اس واقعہ سے مہمان داری کے متعلق چند آداب ملتے ہیں:

۱۔ مہمان اور میزبان میں کلام کی ابتدا اسلام سے ہونی چاہیے۔

۲۔ مہمان کے کھانے کا فوری انتظام کرنا چاہیے۔

۳۔ مہمانوں کے کھانے پینے کا سامان مخفی طور پر نگاہ بچا کر کرنا چاہیے، کیونکہ اگر مہمانوں کو معلوم ہوجائے گا تو ازراہِ تکلف وہ اس کو روکیں گے۔

۴۔ مہمانوں کے سامنے عمدہ سے عمدہ کھانا پیش کرنا چاہیے، جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام موٹا تازہ بچھڑا ذبح کر کے بھون کر لے آئے۔

۵۔ مہمانوں سے نہ کھانے کی وجہ انتہائی ادب کے ساتھ پوچھنی چاہیے۔

۶۔ مہمانوں کے نہ کھانے پر مغموم اور پریشان ہونا چاہیے، نہ کہ خوشی محسوس ہو۔

۷۔ اگر آپ کسی کے مہمان ہیں اور کسی وجہ سے نہیں کھانا چاہتے تو عمدہ الفاظ میں عذر پیش کریں۔

ہمارے ہاں بالخصوص شہری معاشرے میں مہمان کی آمد پر ناگواری محسوس کی جاتی ہے۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے مہمان کا اکرام ایمان کا حصّہ قرار دیا ہے۔ حضرت ابو شریح خویلد بن عمرو الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ، قَالُوْا: وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ، وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ. (متفق عليه)

جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی دستور کے مطابق ہر طرح سے عزت کرے۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے) پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! دستور کے موافق کب تک ہے؟ فرمایا: ایک دن اور ایک رات! اور میزبانی تین دن کی ہے، اور جو اس کے بعد ہو وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔

مہمان داری کرنا نہ صرف ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سُنّت ہے بلکہ نبی آخر الزماں حضرت محمد عربی ﷺ کی تعلیمات مبارکہ میں بھی اس پر خاص زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ احادیث مبارکہ میں سیدنا ہانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا:

يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ! أَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ يُوْجِبُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْكَلَامِ وَبَذْلِ الطَّعَامِ. (المعجم الكبير، رقم الحديث: 470)

اے اللہ کے رسول ﷺ! ایسا عمل بتائیں جو جنت واجب کردے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھی بات کرنا اور کھانا کھلانا۔

آج کے معاشرے میں جہاں سُنّت اور احکامِ دینی کو پس پشت ڈالا جا رہا ہے وہیں مہمان داری اور بالخصوص کھانا کھلانے کی سُنّت کو ترک کر دیا گیا ہے۔ اگرچہ مہمان داری اور لوگوں کو کھانا کھلانا دو مستقل سنتیں ہیں لیکن شہری معاشرہ تو دونوں کو نہیں جانتا، اور یہی بنیادی وجہ ہے کہ رزق میں برکت ختم ہو گئی ہے اور تنگ دستی کا وبال اس قدر بڑھ رہا ہے کے ہر خاص و عام کی زبان پر اس کا چرچا ہے۔ برکت لانے والے اعمال میں سے مہمان داری اور کھانا کھلانا مستقل سبب تھا جسے ترک کر دیا گیا۔ آئیے احادیث کی روشنی میں اس پر غور کریں۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا أَبَا ذَرٍّ! إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَأَكْثِرْ مَاءَهَا وَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ. (صحيح مسلم، رقم الحديث: 6688)

ابوذر! جب تم شوربا پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ رکھو اور اپنے پڑوسیوں کو یاد رکھو۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِيْ يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلٰى جَنْبِهِ. (مسند ابي يعلي، رقم الحديث: 2699)

وہ شخص مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔

مہمان کی تواضع اپنی حیثیت کے مطابق کرنی چاہیے، مگر اب تکلفات کی وجہ سے مہمان داری کو بوجھ سمجھا جانے لگا ہے۔ چنانچہ اب عمومی طرزِ عمل یہ بن گیا ہے کہ یا تو عمدہ کھانا پیش کرو یا مہمان داری ہی چھوڑ دو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میں فاقہ سے ہوں (یعنی کئی دن سے صحیح طرح سے کھانا نہیں ملا ہے)۔ آپ ﷺ نے اپنی کسی زوجہ کی طرف پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میرے پاس پانی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری زوجہ کے پاس پیغام بھیجا۔ انہوں نے بھی اسی طرح کہا۔ حتیٰ کہ سب نے یہی کہا۔ آخر کار آپ ﷺ

نے فرمایا: جو شخص آج رات اس کو مہمان بنائے گا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا۔ انصار میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس کو میں مہمان بناؤں گا۔ وہ صحابی اس مہمان کو اپنے گھر لے گئے اور انہوں نے بیوی سے پوچھا: تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ بیوی نے کہا: صرف بچوں کا کھانا ہے۔ انہوں نے کہا: بچوں کو کسی چیز سے بہلادو، جب ہمارا مہمان آئے تو چراغ بجھا دینا اور اس پر یہ ظاہر کرنا کہ ہم بھی کھا رہے ہیں (نہیں تو وہ ہماری غربت دیکھ کر پیٹ بھر کر نہیں کھا سکے گا اور ہمیں بھی اس کھانے میں شریک کرنے کی کوشش کرے گا)۔ پھر وہ سب بیٹھ گئے اور جب کھانا کھانے لگے تو بیوی نے چراغ بجھا دیا اور مہمان نے (اس طرح سے پیٹ بھر کر) کھانا کھالیا۔ جب صبح کو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے مہمان کے ساتھ جو حسن سلوک کیا اللہ تعالیٰ اس پر بہت خوش ہوا۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2056)

مہمان نوازی اور کھانا کھلانا صرف مسلمانوں کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اگر کوئی غیر مسلم بھی دروازے پر آجائے تو اس کی ضیافت کرنی چاہیے اور اسے پیٹ بھر کر کھلانا پلانا چاہیے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مہمان آیا، جو کافر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، اس نے وہ دودھ پی لیا، پھر دوسری بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، اس نے اس کو بھی پی لیا۔ حتیٰ کہ اسی طرح وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ پھر صبح کو وہ اسلام لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے پھر ایک بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، انہوں نے وہ دودھ پی لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دوسری بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا تو وہ دوسری بکری کا سارا دودھ نہ پی سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2064)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص پاس آئے ہوئے مہمان کی تعظیم و تکریم نہیں کرے گا تو اس کے لیے (عنداللہ) کوئی بھلائی نہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

ہمارے اسلاف کا مزاج بھی یہی رہا ہے کہ دعوت اس کی قبول فرماتے جو تکلّفات نہ کرتا۔ دراصل دعوت کے لیے اہتمام نہیں، بلکہ اخلاص کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ہم تھوڑی توجّہ کریں تو یہ کام تقریباً روزانہ کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر کاروبار کے دوران چائے پلانا ویسے ہی معمول ہوا کرتا ہے تو اس میں ضیافت کی نیت کرلیں۔ پھر ملازم پیشہ اکثر حضرات کھانا ساتھ لے جاتے ہیں تو اسے تھوڑا زیادہ کرلیں اور اپنے ساتھ کسی ساتھی کو شامل کرلیں، کسی ملازم کو بٹھا کر اس کو ساتھ کھلالیں۔ اس طرح کئی فوائد حاصل ہوں گے۔ ایک یہ کہ کھانے کا حساب نہیں ہوگا، کچھ خرچ بھی خاص نہیں ہوگا اور ابوالانبیاء ابراہیم علیہ السلام کی سُنّت بھی تازہ ہوگی کہ حضرت خلیل اللہ مہمان کے بغیر کھانا تناول نہیں فرماتے تھے۔ پھر مشاہدہ گواہ ہے کہ ایسا معمول رکھنے والے حضرات کے رزق میں برکت اور روزافزوں اضافہ دیکھا گیا ہے۔ اسی طرح لوگوں کو کھانا کھلانے والے افراد جب باقاعدگی سے یہ کام کرتے رہے تو کھانے والوں کی تعداد میں اضافہ ہی کرتے چلے گئے، کبھی کمی نہیں کی۔ یہ وہ برکات ہیں جس سے وہی شخص واقف ہو سکتا ہے جو خالص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے عمل کرے، دکھلاوا مقصود نہ ہو، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝ (الدھر: 10 – 09)

(ان سے کہتے ہیں) ہم تو تمہیں خاص اللہ کے لیے کھانا کھلاتے ہیں، تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے۔ بے شک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت تُرش، نہایت سخت ہے۔

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ: ہم تمہیں خاص اللہ کی رضا کے لیے کھانا کھلاتے ہیں۔ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نیک بندے ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں خاص اس غرض سے کھانا کھلاتے ہیں تاکہ ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ اور بے شک ہمیں اپنے رب عزّوجل سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جس میں کافروں کے چہرے نہایت سخت بگڑے ہوئے ہوں گے، لہٰذا ہم اپنے عمل کی جزا یا شکر گزاری تم سے نہیں چاہتے، بلکہ ہم نے یہ عمل اس لیے کیا ہے تاکہ ہم اس دن خوف سے امن میں رہیں۔ (تفسیر کبیر)

مہمان داری کی اہمیت اور اس کے آداب جان لینے کے بعد اب آخر میں مہمان بننے یعنی دعوت قبول کرنے اور نہ کرنے کے چند اہم اصول یاد رکھنے چاہئیں۔ شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہ اپنے "اصلاحی خطبات" میں رقم طراز ہیں:

"دعوت اس نیت سے قبول کرے کہ یہ میرا بھائی ہے اور مجھے محبت سے بلا رہا ہے، اس کی محبت کی قدردانی ہو جائے اور اس کا دل خوش ہو جائے۔ دعوت قبول کرنا سُنّت ہے اور باعث اجر و ثواب ہے۔ مزید فرماتے ہیں: دعوت قبول کرنا اس وقت سُنّت ہے جب دعوت قبول کرنے کے نتیجے میں کسی معصیت کا ارتکاب اور گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو، مثلاً کسی ایسی جگہ کی دعوت قبول کرلی جہاں گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہو رہا ہے، اب ایک سُنّت پر عمل کرنے کے لیے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا جا رہا ہے، ایسی دعوت قبول کرنا سُنّت نہیں۔ آج کل ان میں معصیتیں ہو رہی ہیں، منکرات ہو رہے ہیں، گناہوں کا ارتکاب ہو رہا ہے۔ "ولیمہ مسنونہ" تو لکھ دیا یہ معلوم نہیں کہ کیا طریقہ ہے۔ چنانچہ بے پردگی ہو رہی ہے، مَردوں اور عورتوں کا مخلوط اجتماع ہے، گناہوں کا ارتکاب ہو رہا ہے اور اس پر ستم یہ کہ اگر کسی وقت کوئی اللہ کا بندہ اسٹینڈ لے کر خاندان والوں سے یہ کہتا ہے کہ اگر اس گناہ کا ارتکاب ہوگا تو میں اس دعوت میں شریک نہیں ہوں گا تو اُسے دقیانوس اور شدت پسند کا لقب دیا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض حضرات یہ کہہ کر شرکت کر لیتے ہیں کہ ہم خاندان اور معاشرے سے کٹ جائیں گے۔ حضرت فرماتے ہیں: اگر گناہوں سے بچنے کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خاطر خاندان سے کٹنا پڑے تو کٹ جاؤ، یہ سودا نفع کا ہے۔ جو شخص دین کے اصولوں کے خلاف دعوت رکھے اس کی دعوت قبول کرنا مناسب نہیں بلکہ گناہ ہے۔ اگر خاندان کے کچھ لوگ ڈٹ جائیں تو ان منکرات کو روکا جا سکتا ہے، بصورت دیگر کوئی بعید نہیں کہ مغربی تہذیب کی لعنتیں ہمارے معاشرے پر بھی پوری طرح مسلط ہو جائیں گی۔"

اے اللہ! ہمیں ان تمام باتوں کو سمجھنے اور مہمان کا اکرام کرنے کی توفیق عطا فرما تاکہ ہم ایمان کی اس شاخ سے خوب حصّہ پائیں۔ آمین!

قرآن مجید۔۔ وحی الٰہی سے
کتابی صورت تک (آخری قسط)

حافظ حذیفہ محمود

فاضل جامعہ الصفہ واستاذ قرآن اکیڈمی یاسین آباد

قرآن حکیم کو یکجا کرنے کے بعد پوری امت کو ایک قرآن پر جمع کیا جاتا ہے:

عہد فاروقی رضی اللہ عنہ کا اختتام ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پہلے تو مسلمانوں نے مختلف اٹھتے ہوئے فتنوں کی سرکوبی کی۔ چنانچہ کبھی تو وہ مانعین زکوۃ کے خلاف برسر پیکار نظر آئے اور کبھی مسیلمہ کذاب جیسے بڑھتے ہوئے ناسور کے خلاف نبرد آزما ہوئے۔ اسی اثنا میں جہاد کے میدان کے ساتھ ساتھ علمی میدان میں بھی ترقی کا سفر جاری و ساری رہا! چنانچہ بکھرے ہوئے قرآن مجید کو دو جلدوں کے درمیان اسی عہد مبارک میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دنیا سے رخصت فرما جاتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین نامزد کیے جاتے ہیں۔ آپ کے دور میں اسلامی سلطنت جزیرہ نما عرب سے تجاوز کرتی ہے۔ مسلم مجاہدین علاقے فتح کرتے کرتے قیصر و کسریٰ کے بڑے بڑے برج الٹنے لگتے ہیں۔ نئے نئے زبانوں کے بولنے والے مختلف علاقوں کے لوگ اسلام میں داخل ہوتے ہیں، قرآن مجید اب عربوں کے ساتھ ساتھ عجم کی زبانی بھی پڑھا جانے لگتا ہے۔ یوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا شاندار دور بھی دس سالوں پر محیط رہ کر بالآخر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی پیغام اجل کو لبیک کہتے ہوئے مسلمانوں سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ اسلام کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جس وقت حکومت کی باگ دوڑ سنبھالتے ہیں، اس وقت اسلامی جھنڈا تین مختلف براعظموں پر لہرا رہا تھا۔ لشکرِ اسلامی آذربائیجان کی سرحدوں تک پہنچ جاتا ہے۔ اب یہاں پر مشیت الٰہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ایک عظیم الشان خدمت قرآنی کے لیے منتخب کرتی ہے۔

اگرچہ قرآن مجید مکمل طور پر عہد صدیقی میں ہی جمع ہو گیا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے لے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے تک عرب کے مختلف قبائل کو اجازت تھی کہ قرآن مجید اپنے اپنے لہجے میں پڑھ لیا کریں، چونکہ ہر زبان میں مختلف قبیلوں اور علاقوں کے لہجے مختلف ہوتے ہیں، اگرچہ زبان تو ایک ہی ہوتی ہے، لکھی بھی ایک ہی طرح جاتی ہے لیکن لوگ مختلف انداز میں پڑھتے اور بولتے ہیں۔ مثلاً امریکہ والے often کو "آف ٹن" پڑھتے ہیں لیکن انگریز اس کو "آفن" پڑھتے ہیں۔ امریکہ والے schedule کو "اس کے جول" بولتے اور پڑھتے ہیں، جب کہ انگریز اس کو "شیڈول" پڑھتے ہیں۔ اسی طرح اُردو کا بھی معاملہ ہے۔ برعظیم کے بعض علاقوں میں لوگ انیس (۱۹) کو "وینس" پڑھتے ہیں۔ چونکہ عرب قبائل مختلف علاقوں میں آباد تھے اور مختلف لہجے ان کے ہاں بھی رائج تھے' اس لیے آغاز میں ہر قبیلہ اپنے اپنے لہجے میں قرآن پاک پڑھا کرتا تھا۔ جاہلیت میں قائم قبائلی عصبیت کی شدت کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آغاز میں نئے اسلام قبول کرنے والوں کو قریش کے لہجے کا پابند نہیں کیا جو کہ عربی زبان کا مستند لہجہ سمجھا جاتا تھا کیونکہ عرب کے بدوؤں سے آغاز ہی میں یہ کہنا کہ "تم اسلام بھی قبول کرو اور اپنا لہجہ بھی چھوڑ دو" اس پر عمل انتہائی مشکل کام تھا۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اعتراض نہیں کیا، بلکہ جو جس لہجے میں پڑھتا تھا، اس کو اسی لہجے میں پڑھنے کی

اجازت دی کہ اپنے ہی لہجے میں پڑھو، مثلاً بعض لوگ "ک" کو "ش" بولتے تھے، بعض "ب" کو "م" پڑھتے تھے۔ بعض "ال" کو "ام" پڑھتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد بھی تلفظ کا یہ اختلاف جاری رہا۔ البتہ رسول اللہ ﷺ وقتاً فوقتاً توجہ دلاتے رہے کہ قرآن جس لہجے میں اتارا گیا ہے وہ قریش کا لہجہ ہے اور یہ کہ قریش کا لہجہ ہی معیاری ہے۔

حجاز کے باہر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو جو حضرات تعلیم حاصل کرتے جاتے تھے وہ قریش کا معیاری اور مستند لہجہ اختیار کرتے جاتے تھے۔ لیکن عام لوگ اور بدوی پس منظر کے حامل حضرات اپنے مخصوص قبائلی یا علاقائی لہجے میں ہی پڑھتے رہے۔ ان میں سے جس نے جس عرب سے قرآن سیکھا اسی کے لہجے میں قرآن پڑھنا شروع کر دیا، مثلاً کسی یمنی نے اپنے نو مسلم دوستوں اور شاگردوں کو اپنے لہجے میں قرآن سکھایا یا تو کسی کوفہ والے نے اپنے لہجے میں سکھا دیا۔ مشہور صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن یمان آذربائیجان کے جہاد میں شریک تھے۔ ایک دن انہوں نے دیکھا کہ امام نے نماز پڑھائی اور ایک خاص لہجے میں تلاوت کی۔ نماز کے بعد کئی لوگوں نے امام صاحب کے لہجے پر اعتراض کیا اور کہا کہ تم نے غلط پڑھا۔ امام صاحب نے جواب میں کہا کہ میں نے تو فلاں صحابی سے قرآن سیکھا ہے۔ جن حضرات نے اعتراض کیا تھا انہوں نے کہا کہ ہم نے فلاں صحابی سے قرآن سیکھا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فوراً مدینہ تشریف لائے۔ سیدھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے۔ وہ پریشان ہو کر نکلے کہ دیکھیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اچانک کیسے اور کیوں آئے ہیں۔ بولے: آپ تو جہاد پر گئے ہوئے تھے پھر اچانک کیا بات ہوئی؟ انہوں نے جواب دیا: امیر المومنین! مسلمانوں کی خبر لیں قبل اس کے کہ کتاب اللہ میں اختلاف پیدا ہو، اور ان کو اختلاف قراءت کا واقعہ سنایا اور کہا کہ یہ انتہائی غلط بات ہے۔ قرآن کے بارے میں اس طرح کے اختلاف کی اب اجازت نہیں دی جا سکتی۔ آج لہجے کا اختلاف ہے، کل ممکن ہے کوئی اور اختلاف پیدا ہو جائے۔ اس لیے آج ہی اس کا کچھ حل تلاش کریں۔

دونوں حضرات نے بیٹھ کر طے کیا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو قرآن کا نسخہ ہے۔ اس کو منگوا کر اس کی کاپیاں تیار کروائی جائیں اور تمام دنیائے اسلام کے شہروں میں بھیج دی جائیں۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تیار کردہ نسخہ یہ کہہ کر منگوایا کہ ہم اس سے نقل تیار کر کے اصل آپ کو واپس کر دیں گے، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ نسخہ بھیج دیا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے چار رکنی کمیٹی تشکیل دی جس میں تین قریشی اور ایک انصاری صحابی شامل تھے۔ قریشی صحابہ کرام میں: حضرت عبداللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہم تھے اور انصاری صحابی سے مراد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان سب کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی ہدایت دی تھی کہ آپ حضرات کا اگر کسی جگہ رسم الخط میں حضرت زید رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہو تو اس لفظ کو قریش کے رسم الخط کے مطابق لکھیں، اس لیے کہ قرآن مجید قریش کی لغت میں نازل ہوا ہے۔ (فتح الباری ۲۲/۹)

معتبر روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پورے قرآن مجید کے کسی لفظ میں بھی ان لوگوں کا اختلاف نہیں ہوا، ہاں! سورۃ البقرہ میں ایک لفظ "التابوت" ہے، اس کے بارے میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کی رائے گول "ۃ" سے لکھنے کی تھی، اور حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ، لمبی "ت" سے لکھنا چاہتے تھے، جب یہ بات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی تو آپ نے لمبی "ت" سے لکھنے کا حکم فرمایا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: سیر أعلام النبلاء مع حاشیہ ۲/۴۴۲،۴۴۱)۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے 11 نسخے (اور بعض روایات میں یہ آتا ہے کہ سات نسخے) تیار کیے گئے۔ دوبارہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی کو

یہ ذمہ داری سونپی گئی۔ چنانچہ ان 11 یا 07 نسخوں کو تمام بڑے بڑے شہروں میں بھجوا دیا گیا اور یہ اعلان کر دیا گیا کہ جتنے انفرادی نسخے اب تک لوگوں کے پاس موجود ہیں، وہ سب سرکار کے حوالے کر دیے جائیں۔ یہ سب انفرادی نسخے ضبط کر کے بعد میں تلف کر دیے گئے، تاکہ "نہ رہے بانس نہ بجے بانسری" چنانچہ اختلاف جڑ سے ختم ہو گیا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ آئندہ جس کسی کو قرآن کا نسخہ تیار کرنا ہو وہ ان نسخوں سے تیار کرے، چونکہ یہ نسخہ قریش کے لہجے اور قریش کے رسم الخط کے مطابق تیار کیا گیا تھا، لہذا آئندہ قرآن پاک کے تمام نسخے 100 فی صد اُسی لہجے اور ہجے کے مطابق لکھے گئے جو حضور ﷺ کا اپنا لہجہ تھا۔ (تدوینِ قرآن ۴۴ تا ۵۴، تحفة الالمعی ۹۴،۹۵/۷، مناہل العرفان وغیرہ)

عہدِ عثمانی میں تیار کردہ نسخہ درج ذیل خصوصیات کا حامل تھا:

ا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جو نسخہ تیار ہوا تھا، اس میں ساری سورتیں الگ الگ لکھی گئی تھیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام سورتوں کو اسی ترتیب سے یکے بعد دیگرے ایک ہی مصحف میں لکھوایا۔ (فتح الباری ۲۲/۹)۔

۲۔ قرآن مجید ایسے رسم الخط میں لکھا گیا کہ ممکن حد تک متواتر قراءتیں سما جائیں۔ (مناہل العرفان ۲۵۳/۱)

۳۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جن حضرات کو نسخۂ قرآن تیار کرنے کے لیے مامور فرمایا تھا، ان حضرات نے اسی نسخہ کو بنیاد بنایا تھا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تیار کیا گیا تھا، اسی کے ساتھ مزید احتیاط کے لیے وہی طریقہ اختیار فرمایا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اختیار کیا گیا تھا؛ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کی متفرق تحریریں جو مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس محفوظ تھیں، انہیں دوبارہ طلب کیا گیا اور ان کے ساتھ از سر نو مقابلہ کر کے یہ نسخے تیار کیے گئے۔ (علوم القرآن ص: ۱۹۱)

یوں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ نسخے تیار کروا دیے اور یہ سارے نسخے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی کے لکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے جو رسم الخط اختیار کیا تھا آج تک اس رسم الخط کی پیروی کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور رسم الخط میں قرآن پاک لکھنے کی مسلمانوں نے اجازت کبھی نہیں دی۔ الغرض جس انداز میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید لکھا تھا اسی انداز میں آج کے زمانے تک لکھا جا رہا ہے۔ اس خط کو "رسم عثمانی" کہتے ہیں اور آج تک اس کی پیروی ضروری قرار دی جاتی ہے۔ دنیا میں قرآن مجید کے جتنے بھی نسخے ہیں، وہ انہی 11 نسخوں کی نقل ہیں جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تیار کروائے تھے۔

قرآن کریم پر نقطے اور اعراب:

قرآنِ پاک تو ابتدا سے ہی اعراب سمیت پڑھا جاتا ہے، البتہ ابتدائی زمانے میں قرآنِ پاک کے نسخوں اور تحریرات میں عربی کے قدیم رسم الخط کے مطابق نقوش پر نقطے اور اعراب نہیں لگے ہوتے تھے! لوگ نقطے اور اعراب لگائے بغیر ہی الفاظ کا تلفظ سمجھ جاتے تھے، چنانچہ قرآنِ مجید بھی پڑھ لیا کرتے تھے، خلافتِ راشدہ کے زمانے میں بھی قرآن مجید تو ایک نسخے اور مصحف میں جمع کیا گیا اور پوری امت کو ایک قراءت پر بھی جمع کر لیا گیا تھا، مگر اس قراءت کو پڑھنے کے لیے باقاعدہ نقطے اور اعراب کی اب تک حاجت نہیں ہوئی تھی، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلام کی تبلیغ کرنے کے ساتھ ساتھ نو مسلم عجمیوں کو عربی زبان بھی سکھاتے اور اپنی طرح عربی رسم الخط کا عادی بناتے تھے۔ آج شمالی افریقہ میں واقع مصر، لیبیا، تیونس، الجیریا وغیرہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں، جو افریقی ممالک ہونے کے باوجود خالص عربی ممالک ہیں۔ مگر پھر جب عجمی لوگ

کثرت سے اسلام میں داخل ہوئے اور ان کی توجہ عربی زبان کی طرف کم ہونے لگی، تو ان کو بغیر اعراب اور نقطوں کے قرآن پڑھنے میں مشقت ہونے لگی، لہذا سب سے پہلے حضرت ابوالأسود الدؤلی ؒ نے انفرادی سطح پر قرآن پاک پر نقطے اور اعراب (حرکات) لگانے کی ابتدا فرمائی، بعد ازاں سرکاری سطح پر یہ عظیم کارنامہ مشہور اموی خلیفہ عبد الملک کے زمانہ میں حجاج کے حکم سے حضرت حسن بصری، یحیی بن معمر اور نصر بن عاصم ؒ کے ذریعے پائے تکمیل تک پہنچا۔ (ماخوذ از "علوم القرآن"، مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ)

اور پھر آج تک قرآن مجید اسی صورت میں امت کے درمیان چلتا ہوا آرہا ہے، یوں غارِ حرا پر نازل ہونے والی وحی الٰہی ان تمام مراحل سے گزر کر موجودہ کتابی صورت میں آج ہمارے درمیان موجود ہے مگر آج تک اس میں ایک لفظ کی تبدیلی تو کجا، ایک حرف بلکہ زیر زبر کی بھی تبدیلی نہیں کی جاسکی۔ اللہ جل شانہ نے اپنی حکمتِ بالغہ کے ذریعے حفاظتِ قرآن کا وعدہ اوپر ذکر کردہ ایسی عظیم ہستیوں سے لیا، جن کی احسان مند پوری امت ہر دم ہر آن رہے گی۔ بحمد اللہ! آج بھی امت کے پاس موجود قرآن مجید بعینہٖ وہی قرآن ہے جس کی تلاوت تبع تابعین، تابعین، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خود حضور ﷺ کیا کرتے تھے۔

اللہ کریم قرآن مجید پر ہمیں حقیقی طور پر ایمان لانے والا، اس کی خوب تلاوت کرنے والا، اسے اچھی طریقے سے سمجھنے والا، اس کے مضامین پر عمل کرنے والا اور اس کے پیغامات کو دوسروں تک پہنچانے والا بنائے۔ آمین یارب العالمین!

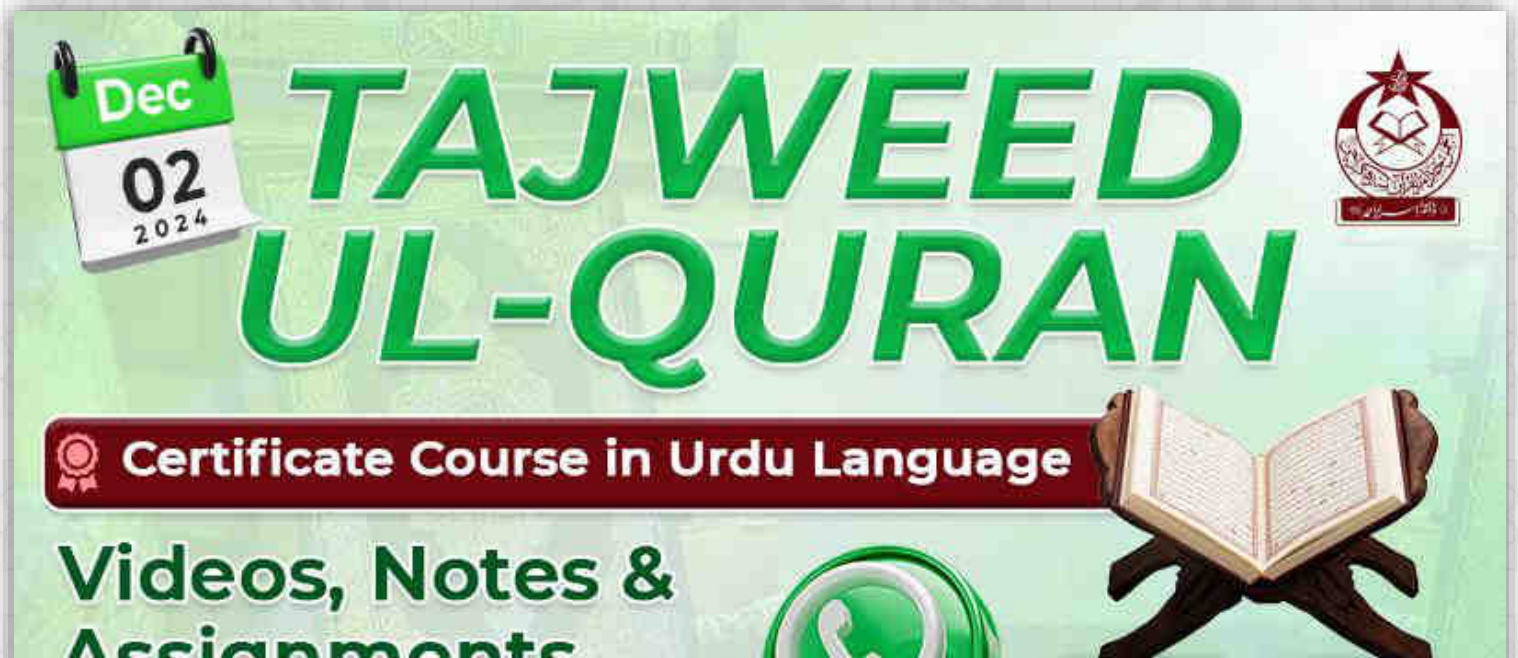

حیا بمقابلہ بے حیائی (پہلی قسط)

حافظ ریان بن نعمان

قرآن اکیڈمی، کورنگی

یہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ مغرب میں معاشرتی نظام تباہی و بربادی کی انتہا کو پہنچ چکا ہے اور بے حیا مغربی تہذیب کے اس بپھرے ہوئے سیلاب نے اب اپنا رخ اسلامی ممالک کی طرف کرلیا ہے۔ مغرب سوشل انجینئرنگ پروگرام اور دوسرے خوش نما ناموں کے ذریعے ہمارے خاندانی نظام کو تباہ و برباد کرنے کے درپے ہے اور بے حیا معاشرے کی تشکیل کی کوششوں میں مصروف ہے۔ بحیثیت امتِ مسلمہ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہمارا دینی فریضہ ہے (بفحوائے الفاظِ قرآنی : وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ؀ (آلِ عمران: 104) اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو بلائے خیر کی طرف اور حکم دے نیکی کا اور روکے برائی سے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ والفاظِ حدیثِ رسول ﷺ: مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الإِيمَانِ. (صحیح مسلم، رقم الحدیث: 49) جو تم میں سے کوئی منکر دیکھے اور اسے اپنے ہاتھ سے مٹا سکے تو اپنے ہاتھ سے مٹائے اور اگر ہاتھ سے نہ ہو سکے تو اپنی زبان سے مٹائے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے اسے برا جانے اور یہ ایمان کا ادنی درجہ ہے۔) اور اس ذمہ داری کے تحت بے حیائی کے سیلاب کے آگے بند باندھنے کی اشد ضرورت ہے۔

کسی کام کی اہمیت اور اس کے فضائل کا علم اس کام کو روبعمل لانے میں انشراحِ صدر کا موجب بنتا ہے، چنانچہ اوّلاً ہم دینِ اسلام میں حیا کی اہمیت و فضیلت جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

دینِ اسلام میں حیا کا مقام و مرتبہ

1۔ حیا : اسلام کا بنیادی وصف

عَنْ يَزِيدَ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ رُكَانَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ خُلُقًا، وَخُلُقُ الإِيمَانِ الْحَيَاءُ. (سنن ابن ماجه، رقم الحديث: 4184)

ترجمہ : حضرت یزید بن طلحہ بن رکانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : بیشک ہر چیز کا کوئی نہ کوئی خلق (امتیازی وصف) ہوتا ہے اور ایمان کا خلق حیا ہے۔

2۔ حیا : ایمان کی ایک شاخ

عن أبي هريرة مرفوعاً: الإيمانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أو بِضْعٌ وسِتُّونَ شُعْبَةً: فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ: لا إله إلا الله، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمَانِ.(صحيح مسلم، رقم الحديث: 156)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں یا فرمایا کہ ایمان کی ساٹھ سے زیادہ شاخیں ہیں جن میں سے سب سے افضل لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے کم راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔

3۔ حیا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا وصف

عَنْ يَعْلَى :أَنّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ بِلَا إِزَارٍ، فَصَعَدَ الْمِنْبَرَ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ ﷺ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَيِيٌّ سِتِّيرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ، فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَسْتَتِرْ.(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 4012)

ترجمہ: یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو بغیر تہ بند کے (میدان میں) نہاتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد وثنا کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ حیا دار ہے، پردہ پوشی کرنے والا ہے اور حیا اور پردہ پوشی کو پسند فرماتا ہے لہٰذا جب تم میں سے کوئی نہائے تو ستر کو چھپا لے۔

4۔ حیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفتِ حمیدہ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ: أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا، فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ.
(متفق علیہ)

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باپردہ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیا دار تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی بات ناپسند گزرتی، تو ہم اس ناپسندیدگی کے آثار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر پہچان جاتے تھے۔

5۔ حیا: انبیاء علیہم السلام کی سنت

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ: الْحَيَاءُ، وَالتَّعَطُّرُ، وَالسِّوَاكُ، وَالنِّكَاحُ. (سنن الترمذی، رقم الحدیث: 1078)

ترجمہ: ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چار باتیں انبیاء ورسل علیہم السلام کی سنت میں سے ہیں: حیا کرنا، عطر لگانا، مسواک کرنا اور نکاح کرنا۔

دین اسلام میں بے حیائی کی حرمت وشناعت

1۔ ہر قسم کی بے حیائی حرام ہے:

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (الاعراف: 33)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجیے بے شک میرے رب نے بے حیائی کی باتوں کو حرام کیا ہے چاہے وہ ظاہر ہوں یا چھپی ہوئی۔

2۔ بے حیائی: نفرتِ خداوندی کا موجب

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ وَإِنَّ اللَّهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ.(جامع ترمذی، رقم الحدیث: 2090)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن مومن کے میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہوگی اس لیے کہ بے حیا اور فحش گو شخص سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتا ہے۔

3۔ بے حیائی: قہرِ الٰہی و کبیرہ گناہوں کا سبب

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ عَبْدًا، نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ، فَإِذَا نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ، لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا مَقِيتًا مُمَقَّتًا، فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا مَقِيتًا مُمَقَّتًا، نُزِعَتْ مِنْهُ الْأَمَانَةُ، فَإِذَا نُزِعَتْ مِنْهُ الْأَمَانَةُ، لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا خَائِنًا مُخَوَّنًا، فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا خَائِنًا مُخَوَّنًا، نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ، فَإِذَا نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ، لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا رَجِيمًا مُلَعَّنًا، فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا رَجِيمًا مُلَعَّنًا، نُزِعَتْ مِنْهُ رِبْقَةُ الْإِسْلَامِ. (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 4054)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے شرم وحیا کو نکال لیتا ہے، پھر جب حیا اٹھ جاتی ہے تو اللہ کے قہر میں گرفتار ہو جاتا ہے، اور اس حالت میں اس کے دل سے امانت بھی چھین لی جاتی ہے، اور جب اس کے دل سے امانت چھین لی جاتی ہے تو وہ چوری اور خیانت شروع کر دیتا ہے، اور جب چوری اور خیانت شروع کر دیتا ہے تو اس کے دل سے رحمت چھین لی جاتی ہے، اور جب اس سے رحمت چھین لی جاتی ہے تو تم اسے ملعون و مردود پاؤ گے، اور جب تم ملعون و مردود دیکھو تو سمجھ لو کہ اسلام کا قلادہ اس کی گردن سے نکل چکا ہے۔

4۔ جنسِ مخالف کی مشابہت: لعنتِ رسول ﷺ کا سبب

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ. (سنن الترمذی، رقم الحدیث: 2784)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ (جاری ہے۔۔۔)

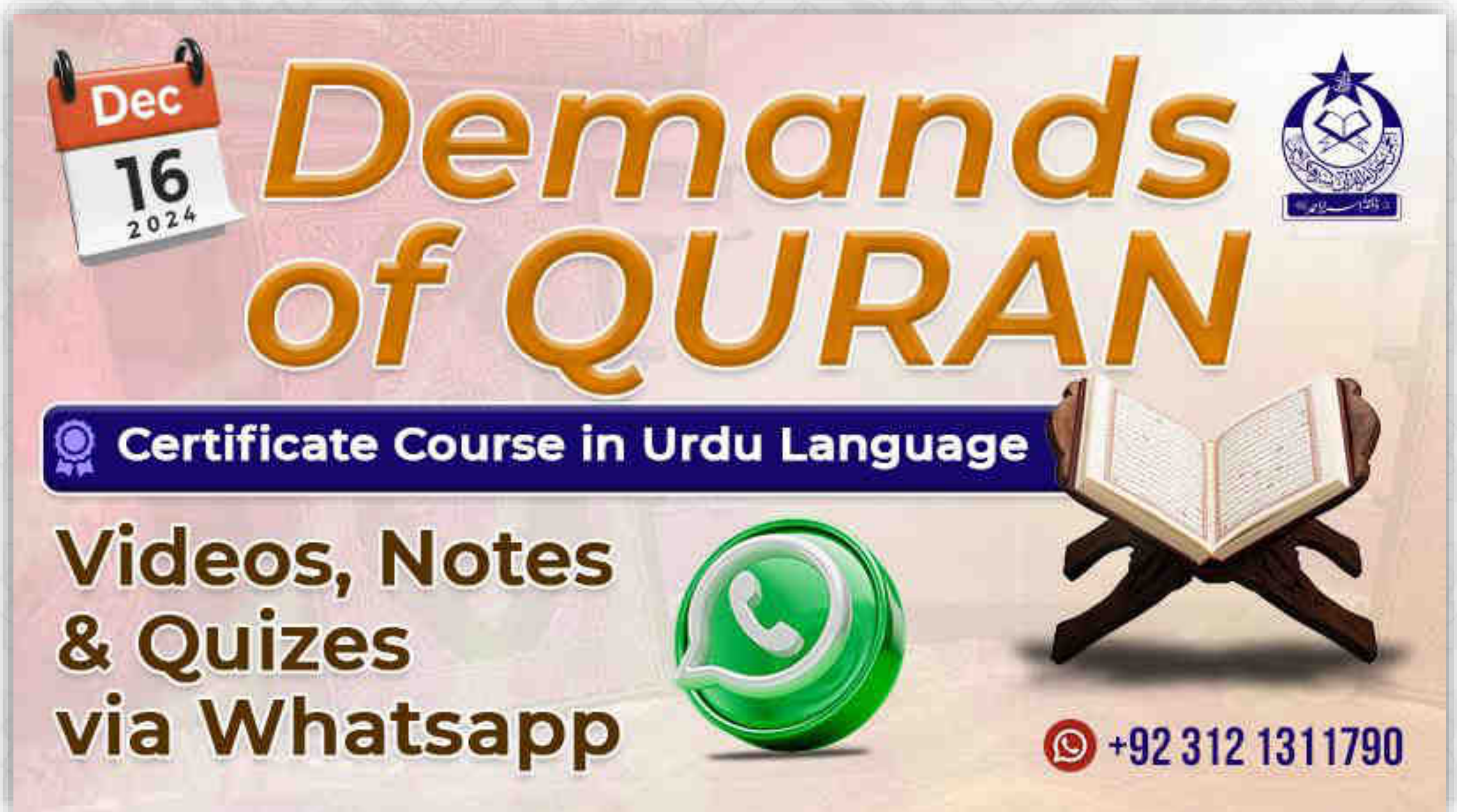

شانِ مرادِ رسول ﷺ

حافظ عبد الرافع ماجد

سابق طالب علم سال دوم، قرآن اکیڈمی، یاسین آباد

مرادِ رسول ﷺ کے حوالے سے بات کی جائے تو پوری امتِ مسلمہ کے ذہن میں ایک ہی شخصیت آتی ہے اور وہ خلیفہ دوم، امامِ عدل وحریت، فاتحِ ایران اور جانثار صحابی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کے اسلام کے لیے جناب مآب ﷺ نے خود ربِ تعالیٰ کے حضور دعا مانگی۔ اسی لیے آپ کو مرادِ رسول ﷺ بھی کہا جاتا ہے۔ بعدازاں آپ کو سسرِ رسول ﷺ ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ آپ 583 عیسوی مکہ میں پیدا ہوئے۔

آپ کا اسمِ گرامی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ حنتمہ بنتِ ہشام تھیں۔ آپ کا سلسلہ نسب نویں پشت میں نبی مکرم ﷺ سے جاملتا ہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تو مکہ میں صرف سترہ افراد پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ جس میں سے آپ کو بھی یہ اعزاز حاصل تھا اسی طرح آپ نے اور بھی کئی مہارتیں حاصل کر رکھی تھیں مثلاً: علم انساب، سپہ گری، پہلوانی اور نیزہ بازی وغیرہ۔۔

جب آپ ایمان لائے اس وقت آپ کی عمر 33 برس تھی ایمان لانے کے بعد آپ نے اپنی پوری زندگی ایمان کے لیے وقف کر دی۔ اور دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے ہر وقت کوشاں رہے۔

رسول اللہ ﷺ کی دعا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا:

ایک مرتبہ آپ کو بزبانِ رسول ﷺ قرآن سننے کا اتفاق ہوا جس میں آپ ﷺ سورۃ الحاقہ کی آیات تلاوت فرما رہے تھے۔ مگر آپ کا ایمان لانے کا جو واقعہ زیادہ مشہور ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک دن آپ کی طبیعت نے جوش مارا اور آپ نے ارادہ کیا کہ جس ہستی کی وجہ سے وہ اتنی الجھن میں پڑے ہوئے ہیں۔ اسی ہستی کو صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالیں چنانچہ رسول ﷺ کو شہید کرنے کی غرض سے تلوار لیے نکلتے ہیں (معاذاللہ) کہ راستے میں انہی کے قبیلہ کے ایک صحابی رسول ﷺ حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مل گئے حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اے عمر! خیر تو ہے اتنے غصہ میں تلوار لٹکائے کہاں جا رہے ہو آپ نے جواباً عرض کیا کہ میں نیا دین لانے والے محمد ﷺ کو شہید کرنے جا رہا ہوں۔ حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کی قسم تم دھوکے میں پڑ گئے ہو پہلے ذرا اپنے گھر والوں کی خبر تو لو آپ نے کہا: میرے کون سے گھر والے! حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا تمہاری بہن فاطمہ اور تمہارے بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہما دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ اور انہوں نے محمد ﷺ کی پیروی اختیار کر لی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں پلٹے اور اپنی بہن کے ہاں پہنچے اُس وقت ان کے گھر میں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ ان کے پاس ایک صحیفے میں سورۃ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ اس صحیفے سے سورۃ طٰہٰ پڑھا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھٹکھٹایا، حضرت خباب رضی اللہ عنہ گھر کے ایک حصے میں چھپ گئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے صحیفہ کو چھپا دیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہلے ہی دروازے میں سورۃ طٰہٰ پڑھے جانے کی آواز سن چکے تھے۔ انہوں نے اندر پہنچ کر بہن اور بہنوئی سے پوچھا تم ابھی کیا پڑھ رہے تھے۔ دونوں نے کہا تم نے کچھ نہیں سنا ہے! عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں میں نے سنا ہے

مجھے خبر ملی ہے کہ تم دونوں اپنے باپ دادا کے مذہب سے پھر گئے ہو یہ کہہ کر انہوں نے اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو پیٹنا شروع کر دیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا شوہر کو بچانے کے لیے آگے بڑھیں تو حضرت عمر نے ایک طمانچہ مارا جس سے وہ لہولہان ہو گئیں اس وقت دونوں میاں بیوی کی زبان سے نکلا ہاں ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ اور اللہ کے رسول پر ایمان لے آئے ہیں۔ تم جو چاہو کر لو اسلام ہمارے دل سے نہیں نکل سکتا۔ حضرت عمر نے بہن کا خون بہتے ہوئے دیکھا تو ان کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ کہنے لگے جو کچھ پڑھ رہے تھے مجھے بھی لا کر دکھاؤ بہن نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ تم اسے کہیں ضائع نہ کر دو حضرت عمر بولے نہیں میں اپنے خداؤں کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میں پڑھ کر واپس کر دوں گا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا بھیا اس صحیفے کو پاک صاف آدمی ہاتھ لگا سکتے ہیں جب تک تم غسل نہ کر لو یہ صحیفہ ہم تمہیں نہیں دیں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر غسل کیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو صحیفہ دیا جب انہوں نے سورۃ طٰہٰ پڑھنی شروع کی تو بے اختیار زبان سے نکلا واہ کیسا عمدہ اور اعلیٰ درجے کا کلام ہے۔ اس موقع پر خباب رضی اللہ عنہ اُن کی یہ بات سنتے ہی باہر نکل آئے اور کہا! اے عمر! مجھے اُمید ہے کہ اللہ نے تم کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کے پورے ہونے کے لیے چن لیا ہے میں نے کل ہی رسول اللہ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ اے الٰہی! ابو الحکم بن ہشام (ابو جہل) یا عمر بن خطاب کے ذریعے سے اسلام کو قوت اور عزت دیں، پس اے عمر! اللہ کی طرف آؤ! اللہ کی طرف آؤ! حضرت عمر نے کہا: مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے چلو تاکہ میں مسلمان ہو جاؤں۔

مرادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دارِ ارقم پر قبولِ اسلام کے لیے حاضری۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار کمر پہ باندھے ہوئے سیدھے دارِ ارقم پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا مسلمان آپ کو کمر پر تلوار باندھے دیکھ کر گھبرائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمر رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر دی اس موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی مکان کے اندر موجود تھے انہوں نے بولا آنے دو اگر نیک ارادے سے آیا ہے تو خیر ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر اڑا دوں گا، چنانچہ اندر آئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: اے خطاب کے بیٹے! تم کس ارادے سے آئے ہو؟ حضرت عمر نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور مکان کے اندر موجود تمام صحابہ کرام کو بے انتہا خوشی ہوئی اور انہوں نے بھی اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا کہ مکہ کے پہاڑ گونج اٹھے۔

بارگاہِ نبوت سے لقب:

آپ کے اسلام لانے کے بعد پہلی بار مسلمانوں نے علی الاعلان مکہ مکرمہ میں نماز ادا کی۔ اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو الفاروق (حق و باطل میں فرق کر دینے والا) کا لقب دیا۔ (مسلمانوں کے دو ہی قبلہ ہیں بیت المقدس و بیت اللہ دونوں کو آزاد کروانے والے یہی مرادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔)

ہجرتِ مدینہ:

آپ نے علی الاعلان، مشرکین مکہ کو چیلنج دے کر ہجرت کی اور فرمایا: میں اس وقت ہجرت کر رہا ہوں، یہ نہ کہنا کہ عمر چھپ کر بھاگ گیا جس کو اپنی بیوی کو بیوہ کرنا اور بچوں کو یتیم کرنا منظور ہو وہ اس شہر سے نکل کر مجھ کو روک لے۔

شانِ مرادِ رسول کی تائید میں کئی مواقع پر قرآن نازل ہوا۔

- پردے کا حکم
- شراب کی حرمت
- اذان

- قیدیان بدر کو قتل
- منافقین کی نماز جنازہ
- مقام ابراہیم کو مصلیٰ

آپ کی شان میں 40 سے احادیث مبارکہ موجود ہیں چند درج ذیل ہیں :

آپ کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ (سنن الترمذی، رقم الحدیث: 3686)

سیدنا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر ابن خطاب! قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جب تم کو شیطان کسی راستہ پر چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو وہ اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ کو اختیار کر لیتا ہے۔ (متفق علیہ)

ایک موقع پر حضور نے فرمایا کہ بلاشبہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان اور ان کے دل پر حق کو جاری و قائم کر دیا ہے۔ (سنن الترمذی، رقم الحدیث: 3682)

سانحۂ شہادتِ مرادِ رسول :

مرادِ رسول کی شان و شوکت اور فتوحات اسلامی سے باطل قوتیں پریشان تھیں کہ 27 ذوالحجہ (23ھ) کو آپ حسب معمول نماز فجر کے لیے مسجد میں تشریف لائے اور نماز شروع کروائی ابھی تکبیر تحریمہ ہی کہی تھی کہ ایک شخص "ابو لولو فیروز مجوسی" جو پہلے سے ہی ایک زہر آلود خنجر لیے مسجد کے محراب میں چھپا ہوا تھا اس نے خنجر کے تین وار آپ کے پیٹ کے نیچے کی جانب کیے جس سے آپ کو کافی گہرے زخم آئے۔ آپ بے ہوش ہو کر گر گئے اس دوران قاتل کو پکڑنے کی کوشش میں مزید 13 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زخمی ہو گئے اور ان میں سے 7 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہیں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ قاتل نے پکڑے جانے کے خوف سے فوری خودکشی کر لی۔

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زخم درست نہ ہوئے اور پانچویں روز "یکم محرم الحرام" کو دس سال چھ ماہ اور دس دن تک 22 لاکھ مربع میل زمین پر نظام خلافت راشدہ کو جاری کرنے کے بعد آپ نے 63 برس کی عمر میں "جام شہادت" نوش کر لیا۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور "روضۂ نبوی" میں اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے خلیفہ اول سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آپ کا مقبرہ بنایا۔

باقی ہے تیرے نام کی توقیر ابھی تک
پھیلی ہے تیرے عدل کی تنویر ابھی تک

اور

دل میں نام عمر لب پہ نام عمر
جانتے ہیں مسلمان مقام عمر

اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ ہمیں نبی مکرم ﷺ و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرتوں کو پڑھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے لیے توشہ آخرت بنائے۔ ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا کوئی حکمران نصیب فرمائے۔

حیدر آباد میں ایک یادگار مجلس

طارق غوری

طالب علم رجوع الی القرآن سال اول، قرآن اکیڈمی، یاسین آباد

کل، جمعہ 22 نومبر 2024 کو، مجھے خصوصی دعوت پر حیدر آباد جانے کا موقع ملا۔ یہ دعوت ہماری جماعت دعوت القرآن (آغا خانی یا اسماعیلی مذہب کو چھوڑ کر مسلم ہونے والے افراد کی جماعت) حیدر آباد کے امیر اسلم بھائی نے دی تھی۔ اس پروگرام میں کراچی کے چند منتخب افراد کو بلایا گیا تھا، جن میں، اللہ کے فضل سے، میں (طارق غوری) بھی شامل تھا۔

حیدر آباد پہنچنے پر اسلم بھائی نے مبارک کالونی کی دعوت و تبلیغ کے آغاز اور اس کے سفر کے بارے میں ایک جذباتی روداد بیان کی۔ انہوں نے بتایا کہ مبارک کالونی، جو آغا خانیوں کی ایک رہائشی کالونی ہے، اس میں قرآن کے درس کا اہتمام سب سے پہلے انہوں نے خود کیا تھا۔ اس درس کے لیے انجینئر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ اور کبھی کبھار شجاع الدین شیخ صاحب حفظہ اللہ، کراچی سے حیدر آباد تک کا سفر کرتے۔ وہ وین میں بیٹھ کر صرف ایک درس دینے کے لیے پہنچتے۔ ان کی یہ خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے کی جانے والی محنت ایک مشعلِ راہ بن گئی۔

ان کی محنت اور قربانی کے نتیجے میں اسلم بھائی خود بھی تنظیم اسلامی سے جڑ گئے اور مبارک کالونی حیدر آباد اور اس کے ارد گرد علاقوں میں قرآن سیکھنے اور سکھانے کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ اس کے نتیجے میں آج الحمد للہ، مبارک کالونی اور اس کے ارد گرد کے علاقوں سے سو سے زائد فیملیز آغا خانی عقائد کو چھوڑ کر اسلام قبول کر چکی ہیں۔ یہ نہ صرف دین پر عمل کر رہی ہیں بلکہ اس کے پیغام کو آگے بھی پہنچا رہی ہیں۔

پروگرام کے دوران، اسلم بھائی نے انجینئر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے ان کی قربانیوں کو یاد کیا، اور ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ وہ شجاع الدین شیخ صاحب حفظہ اللہ کا بھی بار بار ذکر کرتے رہے اور ان کی محنت کو سراہا۔ یہ جذباتی لمحات ہمیں یہ یاد دلاتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں دی گئی قربانیاں کبھی ضائع نہیں جاتیں۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انجینئر نوید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، شجاع الدین شیخ صاحب حفظہ اللہ کو مزید استقامت دے، اور اسلم بھائی سمیت ان تمام افراد کو جزائے خیر عطا کرے جو اس دعوت و تبلیغ کے کام میں شامل رہے۔ یہ تاریخی واقعات ہر اس شخص کے لیے ایک سبق ہے جو دین کے لیے کچھ کرنے کا جذبہ رکھتا ہو کہ خالص نیت اور مستقل مزاجی کے ساتھ کی گئی محنت کے نتائج ہمیشہ بہترین ہوتے ہیں۔

قبر اقبال سے

مشیر کاظمی

پیدائش: 1915ء - وفات: 8 دسمبر، 1975ء

پھول لے کر گیا آیا روتا ہوا
بات ایسی ہے کہنے کا یارا نہیں
قبر اقبال سے آرہی تھی صدا
یہ چمن مجھ کو آدھا گوارا نہیں

شہر ماتم تھا اقبال کا مقبرہ
تھے عدم کے مسافر بھی آئے ہوئے
خون میں لت پت کھڑے تھے لیاقت علی
روح قائد بھی سر کو جھکائے ہوئے
کہہ رہے تھے سبھی کیا غضب ہوگیا
یہ تصور تو ہرگز ہمارا نہیں

سرنگوں تھا قبر پہ مینار وطن
کہہ رہا تھا کہ اے تاجدار وطن
آج کے نوجواں کو بھلا کیا خبر
کیسے قائم ہوا یہ حصارِ وطن
جس کی خاطر کٹے قوم کے مرد و زن
ان کی تصویر ہے یہ مینارا نہیں

کچھ اسیران گلشن تھے حاضر وہاں
کچھ سیاسی مہاشے بھی موجود تھے
چاند تارے کے پرچم میں لپٹے ہوئے
چاند تارے کے لاشے بھی موجود تھے
میرا ہنسنا تو پہلے ہی اک جرم تھا
میرا رونا بھی ان کو گوارا نہیں

کیا فسانہ کہوں ماضی و حال کا
شیر تھا میں بھی اک ارض بنگال کا
شرق سے غرب تک میری پرواز تھی
ایک شاہین تھا میں ذہن اقبال کا
ایک بازو پہ اڑتا ہوں میں آج کل
دوسرا دشمنوں کو گوارا نہیں

یوں تو ہونے کو گھر ہے سلامت رہے
کھینچ دی گھر میں دیوار اغیار نے
ایک تھے جو کبھی آج دو ہو گئے
ٹکڑے کر ڈالا دشمن کی تلوار نے
گھر بھی دو ہو گئے در بھی دو ہو گئے
جیسے کوئی بھی رشتہ ہمارا نہیں

پھول لے کر گیا آیا روتا ہوا
بات ایسی ہے کہنے کا یارا نہیں
قبر اقبال سے آرہی تھی صدا
یہ چمن مجھ کو آدھا گوارا نہیں

سقوطِ ڈھاکہ
16th December 1971

ماہانہ رپورٹ برائے آئینہ انجمن

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

رجوع الی القرآن کورس سال اول کے اکتیسویں بیچ میں تقریباً 40 طلبہ و طالبات آن لائن اور 40 طلبہ و طالبات اکیڈمی میں زیر تعلیم ہیں۔ رجوع الی القرآن کورس کے تحت خصوصی محاضرات و لیکچرز کے ضمن میں جہاد فی سبیل اللہ، زیر تدریس ڈاکٹر محمد الیاس صاحب منعقد ہوا۔ الحمدللہ تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع منعقدہ 15-17 نومبر 2024 میں رجوع الی القرآن کورس کے 8 طلبہ نے شرکت کی۔

10 تا 14 سال کے بچوں کے لیے ہفتہ وار "ایکٹیوویک اینڈ کورس" کلاسز جاری ہیں۔ علاوہ ازیں ادارہ کے تمام اسٹاف کے لیے تربیتی کلاس کا انعقاد ہر بدھ کے دن صبح دس بجے کیا جاتا ہے جس میں ماہِ رواں "معیشت کے حوالے سے اسلامی تعلیمات" کے موضوع پر گفتگو جاری ہے۔ جبکہ بعد نماز ظہر مطالعہ بیان القرآن جاری ہے۔

شعبۂ خواتین کے تحت بچوں کے لیے ہفتہ وار Young Muslimah کورس، جبکہ شام کے اوقات میں مختلف مختصر دورانیے کے کورسز جاری ہیں۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ میں تمام شعبہ جات کی تدریس جاری ہے۔ مدرسہ ہذا میں ششماہی امتحان کے نتیجے کے حوالے سے اساتذہ و والدین ملاقات بروز ہفتہ 2 نومبر 2024ء کو منعقد کی گئی، جس میں تمام والدین تشریف لائے اور فیڈبیک / تاثرات میں ادارے کی خدمات کو سراہا۔

29 جون 2024ء سے دراساتِ دینیہ کے سال اول کی تدریس جاری ہے۔ ماہ نومبر میں مزید 2 طالبات نے وفاق کے امتحان کے لیے رجسٹر کرایا جس کے نتیجے میں اب 17 طلبہ و طالبات ماہ فروری 2025 میں منعقد ہونے والے وفاق المدارس کے دراساتِ دینیہ سال اول کے امتحان میں شریک ہوں گے۔

ماہ نومبر میں پہلے، تیسرے اور چوتھے جمعہ میں ڈاکٹر الیاس صاحب، جبکہ دوسرے جمعہ میں شجاع الدین شیخ صاحب نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ ماہ رواں 6 نکاح کی تقریبات منعقد ہوئیں۔

قرآن اکیڈمی یسین آباد

رجوع الی القرآن کورس سال اول سیکشن اے میں کل 46 طلبہ اور 77 طالبات اور سیکشن بی میں کل 29 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ جب کہ رجوع الی القرآن کورس (سال دوم) میں 15 طلبہ اور 20 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ رجوع الی القرآن کورس کے تحت خصوصی محاضرات و لیکچرز کے ضمن میں درس قرآن کی تیاری کیسے کریں؟ کے موضوع پر صدر انجمن استاذ انجینئر نعمان اختر صاحب نے اور امت مسلمہ کا عروج و زوال اور احیائی عمل

کے 3 گوشے پر استاذ ڈاکٹر الیاس صاحب نے لیکچر زدیے۔

حلقات و دورات (Short Courses) کے تحت مطالعہ حدیث (اتوار)، تربیت برائے خادمین، مختصر درسِ حدیث (اہلِ محلہ / نمازی حضرات)، نماز سے متصل ترجمہ قرآن (بعد نماز ظہر) (اہلِ محلہ / نمازی حضرات)، تجوید القرآن متصل نماز ظہر، دراسات دینیہ، قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل، قصص النبین، تجوید القرآن (سہ پہر)، سلسلہ وار دورہ ترجمہ قرآن، خلاصہ مضامین قرآن (بعد فجر)، قرآن فہمی کورس (زیر اہتمام تنظیم اسلامی فیڈرل بی ایریا)، دورہ ترجمہ قرآن (ہر جمعہ بعد نماز عشاء)، احکام و مسائل و طہارت و نماز (خواتین)، تذکیر بالقرآن کورس برائے خواتین، عربی گرامر برائے قرآن فہمی، مطالبات قرآن، علم و عمل کورس برائے طلبہ، علم و عمل لیول 1 برائے طالبات، علم و عمل لیول 2 برائے طالبات، علم و عمل لیول 3 برائے طالبات، عربی گرامر (سنڈے)، دروس اللغۃ العربیہ (جز اول) اور عربی تکلم و انشاء کے متعدد کورسز جاری ہیں جن میں زیادہ سے زیادہ حاضرین کی تعداد 141 تک رہتی ہے۔ جب کہ آن لائن دراسات دینیہ اور قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل اور قصص النبیین کے کورسز بھی جاری ہیں۔

الحمد للہ دراسات دینیہ کے تمام داخلے مؤرخہ 24 ستمبر 2024ء بروز منگل وفاق المدارس کے دفتر روانہ کر دیے گئے تھے۔ جس میں 21 طلبہ اور 21 طالبات شامل ہیں۔ جب کہ قرآن اکیڈمی ڈیفنس کی طرف سے مزید دو درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ کے تحت شعبہ حفظ کل وقتی میں درجہ حفظ کے 95 اور درجہ قاعدہ کے 30 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ شعبہ مدرسۃ البنین والبنات (سہ پہر 2:30 تا 4:30) کے تحت درجہ قاعدہ میں 153 طلبہ و طالبات اور درجہ ناظرہ میں کل 113 طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ ہفتہ وار بروز جمعہ طلبہ و طالبات کو کلمے، مسنون دعائیں اور نماز کی عملی مشق کرانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ مغرب تا عشاء حلقہ برائے ناظرہ قرآن حکیم میں مقیم طلبہ کرام اور اہل محلہ و گردو نواح سے تقریباً 25 حضرات تشریف لا رہے ہیں۔

دعوت و تبلیغ کے تحت پہلے جمعے میں محترم محمد ارشد صاحب نے گھریلو زندگی سے متعلق ہدایات پر خطاب فرمایا، دوسرے جمعے میں محترم عاطف محمود صاحب نے منافقانہ اور مومنانہ صفات پر خطاب فرمایا، تیسرے جمعے میں محترم حفیظ الرحمن صاحب نے مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق پر خطاب فرمایا اور چوتھے جمعے میں مدیر ادارہ سید سلیم الدین صاحب نے فلسطین اور ہماری ذمہ داری پر خطبہ ارشاد فرمایا۔

شعبہ تصنیف و تالیف کے تحت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کے منتخب نصاب (تفصیلی ویڈیو)، والدین کے ساتھ حسن سلوک (سورۃ بنی اسرائیل رکوع نمبر 3-4 کی روشنی میں) کی ترتیب، اور خاندانی زندگی کے بنیادی اصول کی ترتیب بمعہ فارمیٹنگ جاری ہے۔ اور اسلام کی سماجی اور معاشرتی اقدار (سورۃ بنی اسرائیل رکوع نمبر 3-4 کی روشنی میں) کی ترتیب مکمل کی گئی۔ مقالہ پانچ نمایاں تحریکات کے تقابلی جائزہ پر تصحیحات کا کام جاری ہے۔ صدر انجمن جناب انجینئر نعمان اختر صاحب کا مقالہ میرا گھر میری ذمہ داری کی ترتیب اور تصحیحات جاری ہے۔ رسالہ آئینۂ انجمن (ماہ نومبر) کو مکمل تصحیح، فارمیٹنگ اور ڈیزائننگ کے ساتھ مکمل کیا گیا۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

رجوع الی القرآن کورس سال اول 25 – 2024 میں 27 حضرات اور 45 خواتین نے رجسٹریشن کروائی۔ جس میں سے 09 حضرات

30خواتین تسلسل کے ساتھ شرکت کر رہے ہیں۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ میں تدریس کا عمل بحسن وخوبی جاری ہے۔ شعبۂ بنین کے درجہ حفظ میں 14جب کہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 103طلبہ اور شعبۂ بنات میں 130طالبات زیر تعلیم ہیں۔ 14نومبر 2024ء بروز جمعرات مدرسہ ہذا شعبہ بنین و بنات میں ششماہی امتحان منعقد ہوا۔ شعبۂ قاعدہ و ناظرہ للبنین میں دو بزم کا انعقاد کیا گیا۔ شعبۂ خواتین (ناظرہ قرآن) میں تقریباً 26خواتین زیر تعلیم ہیں۔ شعبۂ بنات میں طالبات کے لیے "ہمارا عقیدہ، غصّہ، نیک اعمال کی قبولیت کی شرائط، ارکانِ اسلام اور ایمانِ اسلام" کے موضوعات پر خصوصی و تربیتی لیکچرز منعقد ہوئے۔

قرآن اکیڈمی کورنگی کے تحت جاری "ہفتہ وار قرآن فہمی کورس" میں 08حضرات شرکت کر رہے ہیں۔ شعبۂ خواتین کے تحت جاری امور خانہ داری و تربیتی کورس میں 11خواتین شرکت کر رہی ہیں۔ شعبۂ خواتین کے تحت "قرآن کا مطلوب انسان" کے موضوع پر ماہانہ درس کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں 35خواتین نے شرکت کی۔ قرآن اکیڈمی کورنگی سے متصل جامع مسجد طیبہ میں ہفتہ وار درسِ قرآن میں تدریس کے فرائض صدرِ انجمن جناب انجینئر نعمان اختر صاحب انجام دیتے ہیں۔ اس درس میں تقریبا 50حضرات شرکت کرتے ہیں۔

دی ہوپ اسلامک اسکول

PTM برائے میقات اوّل 2024ء کا انعقاد کیا گیا۔ 09نومبر کی مناسبت سے "یومِ اقبال" کا انعقاد کیا گیا۔ 25اکتوبر 2024ء کو پری پرائمری سیکشن میں "تعلیمی سرگرمی" منعقد کی گئی۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

الحمد للہ رجوع الی القرآن کورس میں تدریس کا عمل جاری ہے۔ اس کے علاوہ Beauty Of Arabic Language (استاذ جناب نعمان کامل صاحب) کے عنوان پر خصوصی محاضرہ بھی منعقد ہوا۔ ہفتہ وار قرآن فہمی کورس (برائے حضرات و خواتین)، آسان عربی گرامر کورس بذریعہ واٹس اپ بھی جاری ہیں۔ مزید آسان عربی گرامر کورس بذریعہ واٹس ایپ (Batch 03) کا آغاز 18نومبر 2024ء سے ہو گیا ہے۔ تصنیف و تالیف کے ضمن میں استاذ جناب محمد ایاز ایوب صاحب نکاح تربیتی کورس اور انجمن خدام القرآن میں جاری سرگرمیوں کا خاکہ بھی تیار کر رہے ہیں۔ بعد نماز فجر درس قرآن و حدیث، بعد نماز عصر درس حدیث کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ خطاب جمعہ کی سعادت مدیر ادارہ جناب ڈاکٹر انوار علی صاحب حاصل کر رہے ہیں، جس کی ریکارڈنگ انجمن خدام القرآن کے ویب سائٹ اور انسٹیٹیوٹ کے YouTube چینل پر اپلوڈ کرنے کا اہتمام بھی کیا گیا۔ مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ میں بچوں کی تعداد 51ہے۔ اس ماہ تقریباً 03نکاح منعقد ہوئے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

الحمد للہ صبح کے اوقات میں رجوع الی القرآن کورس بحسن و خوبی جاری ہے۔ بروز ہفتہ دوپہر کے اوقات میں ترجمہ و تفسیرِ قرآن کی کلاس جاری ہے۔ مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ کے تحت صبح 9تا 12بجے اور دوپہر ظہر تا عصر بچوں کے لیے قاعدہ و ناظرہ قرآن کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ بعد نمازِ مغرب بالغان کے لیے تجوید کی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بروز جمعہ بعد نمازِ مغرب ادارہ ہذا میں درسِ قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

بروز اتوار دوپہر کے اوقات میں حضرات کے لیے عربی گرامر شارٹ کورس جاری ہے۔ بروز اتوار صبح کے اوقات میں بچوں اور بچیوں کے لیے مطالعہ قرآنِ حکیم کورس جاری ہے، کلاس 6th سے میٹرک تک کے طلبہ و طالبات کو مطالعہ قرآنِ حکیم حصہ دوم کی تدریس کرائی جا رہی ہے۔ 25 نومبر 2024ء بروز پیر سے The Faith line کے عنوان سے شارٹ کورس کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ ماہِ دسمبر میں بذریعہ واٹس ایپ دو (2) کورسز کا آغاز کیا جائے گا جن میں تجوید القرآن کورس اور مطالباتِ قرآن کورس شامل ہیں۔

ادارہ کے شعبہ سندھی کے تحت رواں ماہ ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے کتابچے "حبِ رسول ﷺ اور اس کے تقاضے اور انفرادی نجات اور اجتماعی فلاح کے لیے قرآنِ حکیم کا لائحۂ عمل" کی کمپوزنگ پر کام جاری ہے۔

قرآن مرکز لانڈھی

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ کے تحت تدریس کا عمل بحسن و خوبی جاری ہے۔ شعبۂ بنین کے درجہ حفظ میں 55 جبکہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 50 طلبہ، اور شعبہ بنات میں 52 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ مدرسہ البنین میں بزم طلبا کا انعقاد کیا گیا جس میں طلبا نے قراءت، حمد و نعت میں حصہ لیا۔

دعوت و تبلیغ کے تحت ہفتہ وار مجلس تذکیر بالقرآن کا سلسلہ جاری ہے۔ قرآن حکیم کی پانچویں منزل میں "سورۃ الاحزاب" کا مطالعہ جاری ہے۔

ناظم مرکز و مقامی امیر محمد ہاشم صاحب مدرس کی ذمہ داری ادا فرماتے ہیں۔ ایمانیات ثلاثہ اور اس کے انسانی زندگی پر اثرات کے موضوع پر ماہانہ درس منعقد ہوا۔ تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے ناظم دعوت جناب عامر خان صاحب نے بیان فرمایا۔ تقریباً 75 حضرات و خواتین نے شرکت کی۔

شعبۂ ملٹی میڈیا

سالانہ اجلاس عام انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی:

مورخہ 3 نومبر کو انجمن خدام القرآن کا اڑتیسواں اجلاسِ عام دی وینیو بینکویٹ میں منعقد ہوا، اس اجلاس میں ایس ایم ڈی پروجیکشن کا اہتمام کیا گیا، اس کے لیے پریزینٹیشن کی تیاری شعبہ ملٹی میڈیا کی جانب سے کی گئی، ساتھ ساتھ اس اجلاس کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی کی گئی جسے انجمن کی ویب سائٹ اور سوشل میڈیا پر شائع کیا گیا۔

خطابِ عام "قرآنِ حکیم - کتابِ ہدایت و انقلاب":

انجمن کے اجلاسِ عام کے بعد اسی مقام پر نگرانِ انجمن و امیر تنظیم اسلامی نے حاضرین سے "قرآنِ حکیم – کتابِ ہدایت و انقلاب" کے عنوان سے خطاب کیا، اس خطاب میں زیرِ بحث آنے والے نکات کو حاضرین کی دلچسپی اور ربط برقرار رکھنے کے لئے ایس ایم ڈی پر پروجیکٹ کیا گیا، اس کے علاوہ اس خطاب کو انجمن اور تنظیم کے سوشل میڈیا پر براہ راست نشر کیا گیا۔

خطباتِ جمعہ (محترم شجاع الدین شیخ صاحب):

ماہِ نومبر 2024ء میں محترم شجاع الدین شیخ صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی ویڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن اور تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ اور سوشل میڈیا پر شائع کیا گیا:

- تمام شریعتوں کی متفقہ معاشرتی ہدایات

خطباتِ جمعہ (محترم عامر خان صاحب):

ماہِ نومبر 2024ء میں محترم عامر خان صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطبات جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا:

- دعوت الی اللہ کے مقاصد اور ذرائع
- صبر و شکر (حصہ اول)
- صبر و شکر (حصہ دوم)

خطباتِ جمعہ (محترم ڈاکٹر انوار علی صاحب):

ماہِ نومبر 2024ء میں محترم ڈاکٹر انوار علی صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن کی

ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا :

- نماز کی اہمیت (حصہ اول)
- نماز کی اہمیت (حصہ دوم)
- لھو الحدیث اور موسیقی

خطباتِ جمعہ (محترم ڈاکٹر انوار علی صاحب):

ماہِ نومبر 2024ء میں محترم ڈاکٹر الیاس صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا :

- سیرۃ النبی ﷺ سے چند اوراق
- معرفتِ نفس و تذکیہ نفس

سالانہ اجتماع تنظیم اسلامی 2024ء:

ماہِ نومبر میں تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع برلبِ دریائے ستلج بہاولپور کے مقام پر منعقد کیا گیا، اس سلسلہ میں انجمن کی ملٹی میڈیا ٹیم کی جانب سے اسٹیج کی تیاری مشمول بیک ڈراپ ڈیزائننگ اور انسٹالیشن کی گئی، ایس ایم ڈی پروجیکشن اور اس کے لیے پریزینٹیشن تیار کی گئی، اس کے علاوہ ساؤنڈ سسٹم اور پاور سپلائی ارینجمینٹ بھی کی گئیں۔

اس پروگرام کے لیے شعبہ تعلیم قرآن اکیڈمی ڈیفنس کی بھرپور معاونت شامل رہی۔

ریڈیو پاکستان:

ماہِ نومبر 2024ء میں نگرانِ انجمن کے دو مختصر دروس ریڈیو پاکستان کو ارسال کیے گئے۔

تو غنی از ھر دو عالم من فقیر　　روزِ محشر عذر ھائے من پذیر
در حسابم را تو بینی ناگزیر　　از نگاہ مصطفےٰ پنہاں بگیر

انجمن خُدّامُ القُرآن اغراض و مقاصد

انجمن خُدّامُ القرآن
سندھ، کراچی رجسٹرڈ

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد منبع ایمان اور سرچشمۂ یقین قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر واشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہوجائے اور اس طرح اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہوسکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

- عربی زبان کی تعلیم و ترویج۔
- قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق۔
- علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت۔
- ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیمِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں، اور
- ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کرسکے۔

☆☆☆

مرکزی دفتر 375 – B، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 7 – 34993436 – 021